غلط آدمی

اشتیاق احمد

دو باتیں

السلام علیکم!

دن رات ہمیں غلط آدمیوں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے ہمارے ملک
میں اگر کسی چیز کی کمی نہیں ہے تو غلط آدمیوں کی آپ بھی یہ بات اچھی
طرح جانتے اور سمجھتے ہوں گے دوسرے ملکوں کو جانے والے ملکی لوگ
جب یہاں چھٹیاں لے کر آتے ہیں تو انھیں کہتے سنا گیا ہے کہ ہمارا
ملک پتا نہیں قائم کس طرح ہے یہاں تو ہر آدمی غلط ہے یہاں تو رہنے
کو جی ہی نہیں چاہتا لیکن میں انھیں ایک بات کہتا ہوں غلط آدمی کہاں
نہیں ہیں۔ پوری دنیا میں غلط آدمی آسانی سے نظر آسکتے ہیں...... لہٰذا
اپنے ہی ملک کو کیوں برا بھلا کہا جائے ایک سنہری اصول پر عمل کیوں
نہ کیا جائے اور وہ یہ کہ ہم اپنے آپ کو غلط آدمی نہ رہنے دیں ہر آدمی
اپنی جگہ پر جب یہ تہیہ کرلے گا کہ میں غلط آدمی ہرگز ثابت نہیں ہوں گا
تو پھر آپ چراغ لے کر بھی ڈھونڈیں گے تو غلط آدمی نہیں ملے گا۔

اشتیاق احمد

دھبہ

ہائیں۔ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں فاروق کے منہ سے حیرت زدہ انداز
میں نکلا۔

دیکھ رہے ہو گے کچھ فرزانہ نے منہ بنایا۔

میرا دعویٰ ہے فرزانہ............ تم بھی ایسا کمال نہیں دکھا سکتیں فاروق

مسکرایا.......

تو میں نے یہ دعویٰ کیا ہی کب ہے کہ میں کسی قسم کا کوئی کمال دکھا سکتی ہوں فرزانہ نے اسے گھورا۔

بلکہ یہ کمال تو میں اور محمود بھی نہیں دکھا سکتے لیکن یہ ایسا کیوں کر رہی ہے.....سوال تو یہ ہے۔

بات کیا ہے بھئی ....اب تو محمود بھی چونکے بغیر نہ رہ سکا۔......

دیکھو گے تو پتا چلے گا.....تم دونوں اٹھ کر اس طرف کی کھڑکی سے اس طرف بھی نہیں آسکتے.........گاڑی یں میں سوار ہونے سے پہلے پیروں میں مہندی لگائی تھی کیا فاروق جل گیا۔........

مہندی کی بھی ایک ہی کہی.........کوئی اور بات نہیں کہہ سکتے تھے محمود برامان گیا.........

مہندی سے اتنی چڑ اچھی نہیں..........خوشبودار چیز ہے خنکی پیدا کرتی ہے فاروق مسکرایا۔

''لو محمود۔اب یہ حضرت باہر اس منظر سے مہندی پر آ گئے۔شاید وہ منظر غائب ہو گیا ہے۔

نہیں تو منظر ابھی تک جاری ہے لیکن اگر تم دونوں فوری طور پر نہ آ گئے تو پھر شاید نہیں دیکھ سکو گے۔

ایسی کیا بات ہے بھئی۔اب تو انسپکٹر جمشید بھی رہ نہ سکے۔

آپ بھی آ جائیے.......امی جان.......آپ بھی دیکھ لیں۔

کوئی جاسوسی نظارہ ہوگا.......مجھے تو معاف ہی رکھو.........انھوں نے منہ بنا کر کہا۔

یہ اندازہ تو آپ کا سو فیصد درست ہے۔

اتنے میں محمود فرزانہ اور انسپکٹر جمشید اٹھ کر اس کھڑکی پر آ گئے جن پہ فاروق بیٹھا تھا انھوں نے کھڑکی میں سے سر نکال کر اس سمت میں

دیکھا جس طرف فاروق کی نظریں جمی تھیں دوسرے ہی لمحے ان کے منہ حیرت سے کھل گئے۔

ارے یہ کیا ان کے منہ سے نکلا۔

ایک نوجوان لڑکی ایک ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بریف کیس پکڑے دوسرے ہاتھ سے ٹرین کے ایک ڈبے کے ایک دروازے کا ہینڈل تھامے گاڑی کے ساتھ ساتھ دوڑ رہی تھی گاڑی اس وقت کم رفتار پر نہیں تھی اپنی پوری رفتار پر تھی اور اسی رفتار سے لڑکی دوڑ رہی تھی پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ہینڈل چھوڑ دیا لیکن بدستور دوڑتی رہی پھر اس کی رفتار آہستہ ہوتے لگی گاڑی اس سے آگے نکلنے لگی۔......

اس.....اس لڑکی کو پکڑو انسپکٹر جمشید چلائے۔

جی کیا فرمایا......پکڑیں فاروق بوکھلا گیا۔

ہاں بھئی .....پکڑو اسے .....میں زنجیر کھینچ رہا ہوں تم جلدی کرو۔

انسپکٹر جمشید سرد آواز میں بولے۔

تھوڑی دیر پہلے جو کام وہ لڑکی کر رہی تھی اب وہی کام ان تینوں کو کرنا پڑ گیا لیکن فرق اتنا تھا کہ زنجیر کھینچے جانے کی وجہ سے رفتار کم ہوتی چلی جا رہی تھی.....تینوں باری باری گاڑی سے اترتے چلے گئے......

آہستہ آہستہ انھوں نے اپنی رفتار کمک کی پھر مڑے لیکن لڑکی تو بہت پیچھے کہیں رہ گئی تھی انھوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ پیچھے کی طرف دوڑ لگا دی اور اس قدر تیز دوڑے کہ شاید پہلے کبھی نہ دوڑے ہوں گے کیوں کہ وہ جانتے تھے اگر لڑکی کو نہ پکڑ سکے تو اپنے ابا جان کے سامنے بہت شرمندگی محسوس کریں گے۔

ابھی ہم اپنی رفتار اور بڑھا سکتے ہیں محمود نے کہا۔

جہاں تک مجھے معلوم ہے میں اپنی پوری رفتار سے دوڑ رہی ہوں فرزانہ بولی۔

اور میں بھی ....

اچھا....... بولو مت........ بولنے سے طاقت کم ہو گی....... محمود نے کہا۔

خود بول رہے ہو اور ہمیں منع کر رہے ہو۔

ارے وہ رہی لڑکی .... فرزانہ چلائی۔

دور بہت دور، انھیں ایک سرخ سا دھبہ نظر آ گیا لڑکی چوں کہ سرخ لباس میں تھی اس لئے وہ یہی خیال کر سکتے تھے کہ یہ وہی ہو گی....

یہ کوئی اور چیز بھی ہو سکتی ہے فاروق نے خیال ظاہر کیا.........

کیا کہا جا سکتا ہے ہمارے پاس دوربینیں تو ہیں نہیں فرزانہ بولی۔

اگر وہ بھی دوڑ رہی ہو گی تو ہم آسانی سے اس تک نہیں پہنچ سکیں گے محمود بڑبڑایا۔

آسان کام ہمیں ملتے ہی کب ہیں....... ہم تو صرف مشکل کاموں کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔

اللہ کا شکر ادا کرو، پھر فرزانہ نے کہا۔

نیک مشورہ ہے۔

آہستہ آہستہ دھبہ بڑا ہوتا گیا، یہاں تک کہ انھیں یقین ہونے لگا کہ یہ وہ لڑکی ہی ہے۔

تھوڑی سی ہمت اور کرو۔ وہ اب دور نہیں رہی صرف چل رہی ہے محمود نے پر جوش لہجے میں کہا۔

لیکن جوں ہی وہ یہ محسوس کرے گی کہ ہم اس کا تعاقب کر رہے ہیں .... وہ بھاگ کھڑی ہو گی....... اور یہ ہم دیکھ ہی چکے ہیں کہ وہ کس قدر تیز دوڑ سکتی ہے میرا خیال ہے ہم اس کا دوڑ میں مقابلہ ہرگز نہیں کر سکتے فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔

ہوں لیکن ہم اسے یہ احساس ہی کیوں ہونے دیں کہ ہم اس کا

تعاقب کر رہے ہیں فاروق نے کہا۔

واہ......بہت خوب فرزانہ نے خوش ہو کر کہا۔

کک......کیا......تم میرا مذاق اڑا رہی ہو۔

ارے نہیں......تعریف کر رہی ہوں......ترکیب واقعی بہت اچھی بتائی تم نے فرزانہ نے چہک کر کہا۔

لل......لیکن میں نے تو کوئی ترکیب نہیں بتائی۔

بھئی سیدھی سی بات ہے ہم ایک دوسرے کے پیچھے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں جیسے ہم میں ایک چور ہو اور باقی دو اس کو پکڑنے کی کوشش کر رہے ہوں اس طرح وہ یہی خیال کرے گی......کہ ہم اس کا تعاقب نہیں کر رہے اور ہم سے بچ کر بھاگنے کی وہ ہرگز کوشش نہیں کرے گا۔

ہوں ترکیب اچھی ہے عمل شروع کر دو......محمود نے کہا......

مم......میں چور بنتا ہوں......فاروق بولا۔

تم تو لگتے ہی چور ہو فرزانہ مسکرائی۔

اے خبر دار......فاروق مڑ کر اس کی طرف جھپٹ پڑا۔

فرزانہ بھڑک کر مڑی اور دائرے کی صورت میں دوڑنے لگے ارے ارے یہ کیا شروع کر دیا......تم تو آپس میں ہی لڑ پڑے۔ محمود نے گھبرا کر کہا۔

لیکن ان دونوں پر تو جیسے دیوانگی طاری ہو گئی تھی دونوں چیخ اور چلا بھی رہے تھے اب ان کی آوازیں اس لڑکی تک بھی پہنچ گئیں اس نے مڑ کر ان کی طرف دیکھا اب چوں کہ وہ دونوں دائرے کی صورت میں دوڑ رہے تھے لہٰذا لڑکی یہ تو سوچ ہی نہیں سکتی تھی کہ وہ اس کے چکر میں ہیں یہ دیکھ کر محمود دل ہی دل میں مسکرایا اور خود بھی فاروق کا ساتھ دینے کے لئے دوڑ پڑا۔ ایسے میں فرزانہ کا رخ اس لڑکی کی طرف ہو

گیا محمود بلند آواز میں چلایا۔

محترمہ۔ ذرا اسے پکڑ لیں یہ........ یہ چور ہے۔

لڑکی کا منہ حیرت سے کھل گیا شاید اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور اسے کیا کرنا چاہیے.........

نن........ نہیں .... میں چور نہیں ہوں مجھے نہ پکڑیے گا۔ چور تو یہ دونوں ہیں۔ مجھے لوٹ لینا چاہتے ہیں........ آپ دیکھ نہیں رہیں میرے کانوں میں قیمتی کانٹے ہیں۔

دھت تیرے کی۔ محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

کیوں........ کیا ہوا۔ فاروق مسکرایا۔

بیٹھے بیٹھائے ہمیں چور بنا دیا۔

کوئی بات نہیں........ ایسا بھی ہوتا ہے۔

اور پھر فرزانہ اس لڑکی سے آگے نکل گئی لڑکی نے اسے روکنے کی کوشش نہیں کی تھی منہ کھولے کھڑی رہ گئی تھی۔

اسی وقت محمود اور فاروق اس کے نزدیک پہنچ گئے محمود رکتے ہوئے بولا۔

آپ نے اسے روکا نہیں۔

مم........ مجھے وہ چور نہیں لگتی لڑکی بولی۔

تو کیا آپ کو ہم چور لگتے ہیں۔

ہاں اس نے بے ساختہ کہا۔

بہت خوب..... مزہ آ گیا فرزانہ نے چہک کر کہا اور رک کر ان کی طرف مڑی۔

ہمیں تو آپ بھی چور لگتی ہیں اس بریف کیس میں کیا ہے۔

کچھ بھی ہو........ تمہیں کیا........

تت........ تو کیا آپ واقعی چور ہیں۔

یہ آپ سے کس پاگل نے کہا لڑکی نے منہ بنایا۔

اس نے ....فاروق نے فرزانہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اے خبردار.........پاگل ہو گے تم خود۔

تم تینوں ایک دوسرے کے واقف لگتے ہو،لڑکی نے الجھن کے عالم میں کہا پھر چونک کر بولی۔

کون ہو تم؟

ہم........کیا آپ ہمارے نام جاننا چاہتی ہیں۔؟

ہاں وہ جلدی سے بولی۔

ہم نام ضرور بتائیں گے۔پہلے آپ یہ بتائیں کہ اس بریف کیس میں کیا ہے۔

یہ کیا..........تمہیں میرے بریف کیس کی کیا فکر پڑ گئی لڑکی بولی ......

تو یہ بریف کیس آپ کا ہے؟محمود نے کہا۔

ہاں بالکل کیا تمہیں اس بات میں شک ہے۔

پتا نہیں شک ہے یا نہیں اچھا یہ بتا دیں آپ چلتی ٹرین سے کیوں اتری ہیں۔؟

کیا لڑکی زور سے اچھلی..........پھر اس کی آنکھوں میں خوف اور الجھن تیرنے لگی.......

تت.......تم.......کیا.....چاہتے ہو۔وہ سانپ کی طرح پھنکاری۔

یہ بریف کیس........اور یہ جاننا.........کہ آپ چلتی ٹرین سے کیوں اتری ہیں۔

اوہ.......میں سمجھی..........تم نے مجھے اترتے دیکھ لیا تھا.....تم اس وقت ٹرین کے قریب سے گزر رہے ہو گے اس نے مسکرا کر کہا۔اب وہ خود پر قابو پا چکی تھی۔

یہی سمجھ لو.... محمود نے کہا۔

بات دراصل یہ ہے کہ میں بغیر ٹکٹ سفر کر رہی تھی یہاں سے میرا گھر قریب ہی ہے اس لئے یہیں اتر سکتی تھی۔

اوہ...... بغیر ٹکٹ........ لیکن...... محمود ہکلایا۔

لیکن کیا؟ لڑکی نے جلدی سے کہا۔

آپ کا لباس بہت قیمتی ہے کانوں میں لٹکنے والے کانٹے بھی بہت قیمتی معلوم ہو رہے ہیں۔

یہ بات نہیں کہ میں غریب ہوں بات دراصل یہ ہے کہ میرا پرس کسی نے اڑا لیا تھا اب میں کسی سے کیا کہتی...... خاموشی سے گاڑی میں سوار ہو گئی ہمیں آپ کی بات پر یقین نہیں آیا...... فاروق نے منہ بنایا۔......

کک...... کیوں......

جس انداز سے آپ ٹرین سے اتری ہیں...... اس سے تو صاف ظاہر ہے یہ آپ کا روز کا کام ہے چلتی ٹرین سے وہ بھی اس وقت جب کہ ٹرین پوری رفتار پر ہو اترنا خالہ جی کا گھر نہیں لیکن آپ نہایت آسانی سے اتر گئیں۔

دراصل میں بچپن سے اس قسم کے کام کرتی رہی ہوں یہ شوق ہے میرا اس نے کہا۔

ہم آپ کی سب باتیں مان لیتے ہیں بس آپ یہ بریف کیس کھول کر دکھا دیں۔

آخر آپ یہ بریف کیس کیوں کھلوانا چاہتے ہیں۔......

ہمارا خیال ہے یہ آپ کا نہیں ہے بلکہ آپ کسی کا اڑا کر لائی ہیں اور جس کا یہ ہے وہ ٹرین میں موجود ہے۔

اوہ...... تو آپ کا یہ خیال ہے...... لڑکی نے کھوئے کھوئے انداز

میں کہا۔

ہاں......بالکل.کیا ہمارا خیال غلط ہے محمود جلدی سے بولا......

پہلے یہ بتایئے آپ کا یہ خیال کیوں ہے.........

اس لئے کہ ہم پیچھے نہیں تھے بلکہ ہم خود بھی ٹرین میں سوار تھے اور ہم نے آپ کو اترتے ہوئے ٹرین پر ہی دیکھا تھا.........کیا نہیں ......لڑکی چلائی۔

اور پھر ایک عجیب بات ہوئی لڑکی نے منہ سے ایک زوردار چیخ بلند کی اور پھر بھڑک کر اسی سمت میں بھاگ کھڑی ہوئی جس سمت میں پہلے جا رہی تھی۔

محمود، فاروق، اور فرزانہ نے بھی اس کے پیچھے دوڑ لگادی.........

واردات

گاڑی کی رفتار کم ہوتی چلی گئی آخر وہ ایک جھٹکے سے رک گئی.......اور پھر ٹرین کا گارڈ اور دوسرے آفیسران کے ڈبے میں آ گئے۔

زنجیر آپ نے کھینچی ہے گارڈ نے انھیں تیز نظروں سے دیکھا.....

ہاں جناب وہ بولے۔

کیوں..........کیا ضرورت تھی۔ کیا آپ کی کوئی قیمتی چیز گر گئی ہے۔

جی ہاں حد درجے قیمتی چیز وہ مسکرائے۔

کیا مطلب وہ کیا چیز تھی۔؟

میرے تین بچے گاڑی سے گر گئے ہیں انھوں نے کہا۔

اور بیگم جمشید کی ہنسی نکل گئی۔

کیا کہا........آپ کے تین بچے گاڑی سے نیچے گر گئے ہیں اور آپ بیٹھے مسکرا رہے ہیں بلکہ آپ کی بیگم ہنس رہی ہیں گارڈ نے حیران ہو کر کہا۔

کیا کیا جائے۔ آپ نے وہ شعر نہیں سنا..........انسپکٹر جمشید شوخ لہجے میں بولے۔

کک......کون.....کون سا شعر؟

شعر یہ ہے۔

رُلا کر ہائے آنسو پونچھتی ہے۔

ارے یہ زندگی ہے زندگی ہے

واہ.....شعر تو اچھا ہے گارڈ کے منہ سے نکلا۔

تو نوٹ کر لیجیے انھوں نے کہا۔

ارے مگر......وہ بچوں والی بات تو رہ ہی گئی۔

کوئی بات نہیں.........پھر شروع کر لیں گے۔

دیکھیے جناب آپ شاید ہمارا وقت ضائع کر رہے ہیں ٹکٹ چیکر نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔

اچھا یہ بات ہے تو پھر سنیے، میرا خیال ہے ٹرین میں کوئی واردات ہو گئی ہے آپ ہر ڈبے کو چیک کر لیں........

یہ آپ کس طرح کہ سکتے ہیں۔؟

ایک لڑکی چلتی ٹرین میں سے اترتے دیکھی گئی ہے میرے بچے اس کے تعاقب میں گئے ہیں۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے گارڈ نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا.......

جی وہ کیا؟

یہ کہ کوئی لڑکی چلتی ٹرین سے اتر جائے۔

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

اور آپ کے بچے؟

وہ بھی اس کی دیکھا دیکھی چلتی ٹرین سے اتر گئے انھوں نے سوچا،

جب وہ اتر سکتی ہے تو ہم کیوں نہیں اتر سکتے۔ ......

اور۔اور وہ بھی چوٹ کھائے بغیر اتر گئے۔

ہاں بالکل.......

یقین نہیں آرہا.......گارڈ بڑبڑایا۔

آپ اس بات کو چھوڑیں پہلے چیک کرلیں کہ ٹرین میں کوئی واردات ہوئی ہے یا نہیں۔

پتا نہیں کیا چکر ہے۔

آپ اس طرح نہیں مانیں گے انسپکٹر جمشید نے ناخوشگوار لہجے میں کہا

اور جیب سے اپنا کارڈ نکال کر دکھایا ان کا نام پڑھ کر ان سب کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں ....

اُف یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں۔

میرا کارڈ۔انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

اب تو ہمیں گاڑی کا ہر ڈبا چیک کرنا ہی پڑے گا یہی تو شروع سے میں کہہ رہا ہوں آپ ڈبے چیک کریں میں اپنے بچوں کی واپسی کا انتظار کرتا ہوں وہ آتے ہی ہوں گے۔

وہ لوگ چلے گئے انھوں نے اس سمت میں نظریں جما دیں جس سمت میں وہ تینوں گئے تھے......

ان کا تو دور دور تک پتا نہیں بیگم جمشید بولیں۔

فکر نہ کرو بیگم.........آجائیں گے آخر انھیں اس لڑکی تک پہنچنا ہے اور یہ کام مذاق نہیں ہے وہ لڑکی بھی بلا کی تیز رفتار اور عیار نظر آتی ہے

آپ کو خود اس کے تعاقب میں جانا چاہیے تھا..... انھوں نے پریشان آواز میں کہا۔

گھبرانے کی ضرورت نہیں .... محمود .... فاروق اور فرزانہ کوئی عام بچے نہیں ہیں دن رات اس قسم کے کام کرتے رہے ہیں۔

اسی وقت ٹکٹ چیکر تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے ڈبے کی طرف آتا نظر آیا گاڑی اس وقت گھنے درختوں کے درمیان کھڑی تھی.......

چچ........ چلیے جناب اس نے نزدیک آتے ہی کہا۔

کک..... کہاں۔

آپ کا خیال ٹھیک ہے واردات ہو چکی ہے۔

واردات ہو چکی ہے۔ اچھا وہ بولے اور پھر اٹھتے ہوئے بولے۔

بیگم تم یہیں ٹھہرو۔

جی بہتر انھوں نے کہا۔

انسپکٹر جمشید ٹکٹ چیکر کے ساتھ چلتے ایک چھوٹے سے ڈبے میں سوار ہوئے اندر ڈبے کے فرش پر ایک فوجی آفیسر بے ہوش پڑا تھا انھوں نے دیکھا وہ کیپٹن تھا کیا یہ اسی طرح بے ہوش پڑے ملے ہیں۔

جی ہاں! خاص بات یہ ہے کہ دارالحکومت سے چلتے وقت ہمیں فوجی حکام کی طرف سے یہ ہدایات ملی تھیں کہ ان صاحب کو ایک بالکل الگ ڈبے میں سفر کرایا جائے یہ بہت ہی ضروری کاغذات لے کر جا رہے ہیں۔

اوہ ان کے منہ سے نکلا۔

لہٰذا ہم نے انھیں یہ ڈبا دے دیا تھا، پتا نہیں یہ بے ہوش کس طرح ہو گئے۔

ان کے ساتھ کوئی سامان نہیں تھا؟

صرف ایک بریف کیس تھا چھوٹا سا بریف کیس۔

تب پھر وہ لڑکی بریف کیس ہی لے گئی ہے میں نے خود اس کے ہاتھ میں بریف کیس دیکھا تھا خیر فکر کی کوئی بات نہیں اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے......بہت جلد بریف کیس یہاں ہوگا انشاءاللہ۔

انھیں بھی تو ہوش میں لانا چاہیے گارڈ بولا۔

ہاں بالکل......گاڑی کے ڈاکٹر کو اس وقت تک آ جانا چاہیے تھا......ٹکٹ چیکر بڑبڑایا۔

آؤ کیسے جناب......بے ہوش کو تو آپ لوگوں نے ہر طرف سے گھیر رکھا ہے پیچھے سے ڈاکٹر کی آواز سنائی دی۔

اوہ آئیے......ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر کو راستہ دیا گیا، اس وقت تک انسپکٹر جمشید جھک کر بے ہوش کیپٹن کی تلاشی لے چکے تھے......ان کے ہاتھ گاڑی کا ٹکٹ ایک

لائٹر اور سگریٹ کا پیکٹ لگا انھوں نے ٹکٹ پر نظر ڈالی پھر چونک کر بولے۔

اوہو......یہ صاحب تو گوہالہ جا رہے ہیں....

جی ہاں انھیں گوہالہ ہی اترنا ہے یہ ہدایات بھی ہمیں ملی تھیں۔

ہم بھی گوہالہ جا رہے ہیں عجیب اتفاق ہے انسپکٹر جمشید بڑبڑایا۔

ڈاکٹر تے کیپٹن کو ہلایا جلایا......نبض چیک کی اور پھر اس نے چونک کر کہا۔

اوہو......انھیں تو کلوروفارم سنگھایا گیا ہے۔

ہوں......یہ کام بھی اس لڑکی کا ہی ہے انسپکٹر جمشید بولے۔

پانچ منٹ کی کوشش کے بعد کیپٹن نے آنکھیں کھول دیں چند لمحے تک وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سب کو دیکھتا رہا پھر اس نے گھبرا کر کہا۔

وہ......وہ کہاں ہے؟

کون وہ؟

وہ لڑکی......ارے......میرا بریف کیس..........وہ گھبرا گیا۔

اور ادھر اُدھر ہاتھ پیر مارنے لگا.......جیسے پانی میں ڈوب رہا ہو.....

پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا سب پر ایک نظر ڈالی اور تیز آواز میں بولا۔

آپ سب لوگ میرے گرد کیوں جمع ہیں مجھے کیا ہو گیا تھا۔

آپ بے ہوش ہو گئے تھے اس لڑکی نے ہی آپ کو بے ہوش کیا تھا اور وہی آپ کا بریف کیس لے گئی.......انسپکٹر جمشید نے اسے بتایا۔

کیا وہ چلا اٹھا آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

ہاں! اس بریف کیس میں کیا تھا۔

انتہائی اہم کاغذات جو مجھے گوبالہ پہنچانے ہیں......وہاں بڑے بڑے فوجی آفیسرز کی ایک میٹنگ ہو رہی ہے چند دوست ممالک کے فوجی ماہرین بھی اس میٹنگ میں شرکت کر رہے ہیں اور اس وقت ان

سب کو ان کاغذات کا انتظار ہوگا.......جوں ہی کاغذات وہاں پہنچیں گے.......ان کی میٹنگ شروع ہو جائے گی اب کاغذات کس طرح پہنچیں گے اس نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

آپ کو فکر کی ضرورت نہیں ان شاء اللہ بہت جلد کاغذات یہاں پہنچ جائیں گے۔

یہ آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں آپ کون ہیں؟

یہ انسپکٹر جمشید ہیں اتفاق سے یہ بھی اس ٹرین میں سفر کر رہے ہیں.......انھوں نے اس لڑکی کو فرار ہوتے دیکھ لیا تھا ان کے بچے اس کے تعاقب میں گئے ہیں۔

اوہ. اس کے منہ سے نکلا۔

کیپٹن آپ کا نام کیا ہے انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

میں کیپٹن فرغام ہوں اس نے کہا۔

آپ تو اس ڈبے میں بالکل اکیلے تھے پھر وہ لڑکی کیسے آپ کے ڈبے
میں آ گئی۔

پچھلے اسٹیشن سے گاڑی روانہ ہو چکی تھی چند منٹ ہی گزر رہے تھے کہ
ڈبے کے دروازے پر زوردار دستک ہوئی اور اس لڑکی کی آواز سنائی
دی وہ مدد مدد پکار رہی تھی میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو وہ ایک دم اندر
آ گئی میں گھبرا گیا اور تلخ لہجے میں بولا آپ کون ہیں......اور اس
طرح گاڑی پر کیوں سوار ہوئی ہیں......اس نے بتایا کہ پچھلے اسٹیشن
پر وہ اس وقت پہنچی جب گاڑی رینگ رہی تھی اس نے دوڑ کر اس
ڈبے کے دروازے کا ہینڈل پکڑ لیا اب وہ ایسے میں اور کیا کر سکتی تھی
میں نے بھی سوچا کہ واقعی وہ اور کیا کر سکتی تھی میں نے اسے بیٹھنے کی
اجازت دے دی چند سیکنڈ تک وہ بیٹھی رہی پھر باتھ روم میں جانے
کے بہانے اٹھی اور مجھ سے بری طرح ٹکرا گئی میں قطعاً بے خبر بیٹھا تھا

جوں ہی وہ میرے اوپر گری......میری ناک سے ایک رومال آ لگا
اور پھر میں بے ہوش ہو گیا اس کے بعد مجھے کچھ پتا نہیں کہ کیا ہوا......
ہوں اس نے کلوروفارم والا رومال آپ کی ناک پر رکھا تھا......آپ
کے بے ہوش ہوتے ہی اس نے بریف کیس اٹھایا اور چلتی گاڑی سے
اتر گئی۔

چچ......چلتی گاڑی سے...یہ کیسے ہو سکتا ہے کیپٹن فرغام کے منہ سے
نکلا۔

وہ اس کام میں ماہر ہو گی تبھی تو اسے بھیجا گیا تھا انھوں نے کہا۔

اگر آپ کو ہوش میں نہ لایا جاتا تو شاید آپ گوبالہ پہنچنے تک بے ہوش
ہی پڑے رہتے ڈاکٹر نے بتایا۔

اف مالک......اب کیا ہو گا.....آفیسرز تو میرا کورٹ مارشل کر دیں
گے۔

آپ کو اپنی غلطی کی سزا بھگتنا ہوگی جب آپ کے پاس اس قدر قیمتی کاغذات تھے تو دروازہ نہیں کھولنا چاہیے تھا انسپکٹر جمشید بولے۔

مم......میں کیا کرتا......مجھے خوف محسوس ہوا تھا کہ کہیں وہ نیچے نہ گر جائے۔

واردات کرنے والوں کو بھی اندازہ ہوتا ہے وہ وار ہی ایسے رخ سے کرتے ہیں کہ خالی نہ جائے اگر وہ اسٹیشن پر ہی آپ کے ڈبے کے دروازے پر دستک دیتی تو آپ اسے ہرگز نہ بٹھاتے انسپکٹر جمشید بولے۔

جی ہاں......یہ تو ہے۔

وہ کاغذات......میرا خیال ہے بہت اہم رہے ہوں گے جی ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

انسپکٹر جمشید نے گھڑی پر نظر ڈالی اور فکر مند ہو گئے محمود، فاروق اور

فرزانہ کو گاڑی سے اترے پندرہ منٹ سے زائد ہو چکے تھے اور ان کے اندازے کے مطابق انھیں اس وقت تک آ جانا چاہیے تھا۔

عین اسی وقت کیپٹن فرغام زور سے چونکا۔....

حیران کن بات

دیکھیے محترمہ......یہ بری بات ہے فاروق نے بلند آواز میں کہا۔

کون سی بات؟

اب آپ پھر بھاگ کھڑی ہوئی ہیں اس نے کہا۔

تو اور کیا کروں.......بریف کیس تمہیں دے دوں۔

ہاں انصاف کا تقاضا یہی ہے ہم نے آپ کو پکڑ لیا تھا وہ بولا.......

دھوکا دہی سے پکڑا تھا.......اب پکڑ کر دکھاؤ تو جانوں لڑکی نے دوڑتے ہوئے کہا۔

اچھا یہ بات ہے محمود بھنا اٹھا۔

ہاں.........بالکل یہی بات ہے اس نے کہا۔

تو پھر جس قدر تیز دوڑ سکتی ہیں دوڑیں۔ ہم آپ کو پکڑ کر ہی دم لیں گے۔

چیلنج منظور ہے لڑکی نے گویا اعلان کیا۔

آپ کا نام کیا ہے فرزانہ بول اٹھی۔

کیوں......ایسے میں نام جاننے کی کیا ضرورت پیش آ گئی لڑکی کے لہجے میں حیرت تھی۔

بہت مشکل.........بلکہ ناممکن.........تم تو میری گرد کو بھی نہیں پہنچ سکو گے کڈنا نے کہا اور رفتار اور بڑھا دی۔.........

تینوں کو اس کی رفتار پر حیرت ہو رہی تھی تاہم وہ بھی جی توڑ کر دوڑ رہے تھے اور درمیانی فاصلہ ابھی تک بدستور برقرار تھا ایسے میں کڈنا نے کہا۔

ویسے مجھے آج زندگی میں پہلی بار حیرت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

وہ کیوں.........کیا آپ زندگی میں پہلے کبھی حیران نہیں ہوئیں.........فاروق بولا۔

کم از کم دوڑ کے کسی مقابلے میں حیران نہیں ہوئی.......کوئی مجھ سے دوڑ کا مقابلہ نہیں جیت سکا لیکن مجھے تم لوگوں پر واقعی حیرت ہے۔

اور یہ حیرت کیوں ہے۔

اس قدر کامیابی سے آج تک میرا تعاقب کوئی نہیں کر سکا میں پوری

تو اور کیا کروں......... بریف کیس تمہیں دے دوں۔

ہاں انصاف کا تقاضا یہی ہے ہم نے آپ کو پکڑ لیا تھا وہ بولا۔.......

دھوکا دہی سے پکڑا تھا......... اب پکڑ کر دکھاؤ تو جانوں لڑکی نے دوڑتے ہوئے کہا۔

اچھا یہ بات ہے محمود بھنا اٹھا۔

ہاں......... بالکل یہی بات ہے اس نے کہا۔

تو پھر جس قدر تیز دوڑ سکتی ہیں دوڑیں۔ ہم آپ کو پکڑ کر ہی دم لیں گے۔

چیلنج منظور ہے لڑکی نے گویا اعلان کیا۔

آپ کا نام کیا ہے فرزانہ بول اٹھی۔

کیوں...... ایسے میں نام جاننے کی کیا ضرورت پیش آ گئی لڑکی کے لہجے میں حیرت تھی۔

بہت مشکل......... بلکہ ناممکن......... تم تو میری گرد کو بھی نہیں پہنچ سکو گے کڈنا نے کہا اور رفتار اور بڑھا دی۔.........

تینوں کو اس کی رفتار پر حیرت ہو رہی تھی تاہم وہ بھی جی توڑ کر دوڑ رہے تھے اور درمیانی فاصلہ ابھی تک بدستور برقرار تھا ایسے میں کڈنا نے کہا۔

ویسے مجھے آج زندگی میں پہلی بار حیرت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

وہ کیوں......... کیا آپ زندگی میں پہلے کبھی حیران نہیں ہوئیں......... فاروق بولا۔

کم از کم دوڑ کے کسی مقابلے میں حیران نہیں ہوئی...... کوئی مجھ سے دوڑ کا مقابلہ نہیں جیت سکا لیکن مجھے تم لوگوں پر واقعی حیرت ہے۔

اور یہ حیرت کیوں ہے۔

اس قدر کامیابی سے آج تک میرا تعاقب کوئی نہیں کر سکا میں پوری

کوشش کررہی ہوں لیکن درمیانی فاصلہ نہیں بڑھ رہا۔
لیکن اس دوڑ کا فیصلہ کس طرح ہوگا ،فرزانہ بڑبڑائی ہم میں سے جو فریق پہلے تھک گیا......وہ ہار گیا........اور یہ میں بتائے دیتی ہوں کہ ابھی میں ایک گھنٹے تک اسی رفتار سے دوڑ سکتی ہوں۔
اوہ!ان کے منہ سے نکلا۔
کیوں ہوگئی سٹی گم۔.........
نہیں خیر.........سٹی تو گم نہیں ہوئی......
اوہو......تو کیوں؟ کڈنا کے منہ سے نکلا۔
اس لئے کہ......یہی بات تو حیران کن ہے فاروق نے منہ بنایا۔
کون سی بات؟ کڈنا کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔
یہ کہ ہم بھی ابھی ایک گھنٹے تک اسی طرح دوڑ سکتے ہیں۔
کیا اس کے منہ سے نکلا۔

آپ گھبرا گئیں شاید ،فاروق مسکرایا۔
نہیں......میں گھبرائی نہیں.......لیکن یہ میرے لئے دوسری حیران کن بات ہے اب ہم ایک گھنٹے تک دوڑ کر بھی ایک دوسرے کو شکست نہیں دے سکیں گے ویسے ایک بات ہے کڈنا نے فخریہ لہجے میں کہا۔
کیا بات ہے۔
درمیانی فاصلہ برقرار رہنے کی صورت میں بھی تو جیت میری ہوگی۔
ہاں یہ بات ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن بہر حال اس کا فیصلہ ایک گھنٹے بعد ہی ہو سکے گا محمود نے کہا۔
ایک گھنٹے بعد تو کیا گاڑی ایک گھنٹے تک وہیں کھڑی رہے گی اور ابا جان اور سب لوگ ہمارا وہیں انتظار کرتے رہیں گے فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔
اور کیا کر سکتے ہیں وہ لوگ......

ارے وہ کون کھڑا ہے ایسے میں محمود نے گھبرا کر کہا فاروق اور فرزانہ
نے بھی آگے کی طرف دیکھا.......
وہ بہت دور.......لڑکی سے دور فاصلے پر ایک شخص کھڑا دکھائی دے
رہا تھا۔
کوئی آدمی ہی جان پڑتا ہے فرزانہ بڑبڑائی۔
ہوسکتا ہے.......آدمی کے قد کے برابر کوئی پتھر کھڑا ہو محمود نے کہا۔
بھلا.......کسی پتھر کو کیا ضرورت تھی.......کھڑے ہونے کی فاروق
بولا۔
دوڑنے کی وجہ سے تمہارا دماغ چل تو نہیں گیا.....فرزانہ جل گئی.....
اس وقت تو میں سر سے لے کر پیر تک چل رہا ہوں تم دماغ کی بات
کرتی ہو۔
یہ......یہ واقعی کوئی آدمی ہے وہ دیکھو.......اس نے ایک ایک ہاتھ

سر سے بلند کیا ہے۔
کرنے دو.......ہمارا کیا جاتا ہے ہماری طرف سے تو وہ دونوں
ہاتھ بلند کرے فاروق بولا۔
لڑکی اب لمحہ لمحہ اس آدمی کے نزدیک پہنچتی جا رہی تھی.....
محترمہ.........یہ آپ کیا کر رہی ہیں آپ کو تو اس سے کنی کترا کر گزر
جانا چاہیے کہیں وہ آپ کا راستہ نہ روک لے محمود نے پریشان ہو کر
کہا۔
فکر نہ کرو یہ صاحب میرا راستا نہیں روک سکیں گے کڈنا نے شوخ
آواز میں کہا۔
اچھا۔یہ آپ کس طرح کہہ سکتی ہیں۔
ابھی بتاتی ہوں۔
کڈنا نے کہا اور اس شخص کے نزدیک پہنچ کر رک گئی۔

یہ کون لوگ ہیں کڈ نا۔ اس شخص نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔........

پتا نہیں.......لیکن ہیں دل چسپ لوگ ان کی وجہ سے میں اس قدر جلد یہاں پہنچ گئی ورنہ ابھی مجھے کچھ وقت لگتا کڈ نا نے کہا۔

کیا یہ تمہارا تعاقب کرر ہے تھے اس نے کہا۔

ہاں مسٹر چیف رے یہ ٹرین سے ہی میرے تعاقب میں لگ گئے تھے ۔

حیرت ہے تم انہیں ساتھ لگا لائی ہو۔ آہستہ کیوں دوڑتی رہیں۔

یہ بات نہیں ہے مسٹر چیف رے میں نے تو اپنی پوری کوشش کی تھی کہ ان سے دور نکل جاؤں لیکن اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکی۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے اس نے بے یقینی کے عالم میں کہا۔

یہ بھی کم تیز رفتار لوگ نہیں ہیں۔

او ہو اچھا یہ تم مجھے ایک حیرت انگیز خبر سنا رہی ہو تم سے تیز دوڑنے والا

تو آج تک نظر نہیں آیا تھا لیکن تم جتنے تیز دوڑنے والے اس وقت میرے سامنے کھڑے ہیں.......اچھا کڈ نا.......تم بریف کیس لے کر وہاں پہنچو جہاں تمہیں پہنچنا تھا.......میں ان تینوں کو روکتا ہوں۔

شکر یہ مسٹر چیف رے......میں بھی یہی چاہتی تھی ویسے ان لوگوں سے جدا ہونے کو جی نہیں چاہتا۔

فکر نہ کرو۔ یہ بریف کیس اصل جگہ پہنچا دو اس کے بعد تم ان کے ساتھ جتنا وقت چاہو گزار لینا۔

مسٹر چیف رے آپ کچھ زیادہ ہی خوش فہمی میں مبتلا معلوم ہوتے ہیں

ارے میاں جاؤ.........تم نے ابھی مجھے دیکھا ہی کہاں ہے جب آمنا سامنا ہو گا پھر آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو گا۔

ہائیں ہائیں نام سے تو آپ غیر ملکی نظر آتے ہیں اور باتیں کرر ہے

ہیں گاڑھی اردو میں فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔.....
میں نے عمر کا ایک بڑا حصہ یہاں گزارا ہے۔
خیر......ہمارا مطالبہ سنیے یہ بریف کیس ہمارے ملک کی چیز ہے اسے ہمارے حوالے کردیں پھر ہم آپ کو کچھ نہیں کہیں گے اپنا راستا لیں گے محمود بولا۔
یہ کیسے ہوسکتا ہے فرزانہ نے حیران ہوکر کہا۔
کیوں......کیا بات ہے.....
انھوں نے جرم کیا ہے ہم انھیں گرفتار کریں گے اس وقت مسئلہ بریف کیس کا ہے گرفتاری بعد میں ہوتی رہے گی محمود نے کہا۔
اب شاید مجھے تمہارا جملہ دہرانا پڑے گا چیف رے مسکرایا۔
کیا مطلب فاروق چونکا۔
مطلب یہ کہ تم لوگ بھی کچھ زیادہ ہی خوش فہمی میں مبتلا ہو۔

تو پھر ہو جائے خوش فہمی کا مقابلہ خوش فہمی سے فاروق نے خوش ہو کر کہا۔
کڈ نا......تم ابھی گئیں نہیں۔
یہ......یہ دل چسپ گفتگو سننے لگ گئی تھی ویسے میں نے ابھی ابھی ایک فیصلہ کیا ہے۔
کیسا فیصلہ؟ چیف رے چونکا۔
آپ ان سے مقابلہ ہار سکتے ہیں میں تو دوڑنا نہیں بھول جاؤں گی بریف کیس تک یہ پھر بھی نہیں پہنچ سکیں گے.........
او و اچھا.........چلو ٹھیک دیکھو میں ان کی کیسی چٹنی بناتا ہوں
یہ چٹنی کا شوق بھی عجیب ہے جب دوسرے کی نہیں بن سکتی تو آدمی اپنی ہی بنوالیتا ہے فاروق چہکا۔
چیف رے نے اسے تیز نظروں سے گھورا اور پھر اس کی طرف

جھپٹا......

اس کا جھپٹ پڑنے کا انداز کافی ماہرانہ تھا لیکن جس مہارت سے فاروق نے اسے جھکائی دی اس نے اسے حیرت میں مبتلا کر دیا وہ سر سراتی آواز میں بولا۔

نہیں کڈ نا۔

کیا نہیں۔ کڈ نا حیران ہو کر بولی۔

ان سے مقابلہ اتنا آسان نہیں ہوگا...... یہ کوئی عام لوگ نظر نہیں آتے میرا مشورہ ہے تم بریف کیس لے ہی جاؤ......

میں پھر پہلی بات دہراؤں گی کہ میں دوڑ میں ان سے کم نہیں ہوں بلکہ ہو سکتا ہے اس لڑائی میں میں آپ کی مدد کر سکوں۔

ہر گز نہیں........ ایسا تو بالکل نہ کرنا کیوں کہ اس طرح بریف کیس خطرے میں پڑ جائے گا اور بریف کیس اس وقت ہمارے لئے تمام

چیزوں سے زیادہ قیمتی ہے۔

خیر...... میں الگ رہوں گی۔

چیف رے نے تینوں پر ایک نظر ڈالی اور فرزانہ کو نسبتاً کمزور خیال کر کے اس کی طرف لپکا فرزانہ نے بچنے کی کوشش نہیں کی پر سکون انداز میں اپنی جگہ کھڑی رہی جوں ہی وہ نزدیک آیا...... اس کا مکا فرزانہ کی ٹھوڑی کی طرف آیا فرزانہ نے اپنا بایاں ہاتھ بلند کر دیا چیف رے کا ہاتھ ٹھوڑی پر لگنے کی بجائے فرزانہ کے بازو سے چھوتا ہوا گزر گیا اسی وقت فرزانہ کے دائیں ہاتھ کا مکا اس کی ناک پر لگا وہ لڑ کھڑا گیا.........

بہت خوب..... مقابلہ واقعی زوردار ہے کڈ نا نے چہک کر کہا۔

کڈ نا...... تم چلی جاؤ......

نہیں مسٹر چیف رے...... میں یہ مقابلہ دیکھے بغیر نہیں جاؤں گی

........جب تک دونوں فریقوں میں سے کسی کو شکست نہیں ہو جاتی

....

تمہاری مرضی کڈنا.......اب یاس کو تم خود جواب دہ ہوگی میں تمہیں
پوری طرح سمجھا چکا ہوں۔

آپ تو اس طرح کہہ رہے ہیں جیسے یہ لوگ ہمیں شکست دے دیں
گے اور بریف کیس چھین لے جائیں گے۔

یہ کوئی ناممکن بات نہیں۔

دیکھا جائے گا۔

اسی وقت فرزانہ نے چیف رے پر چھلانگ لگائی.......چھلانگ اس
نے کمر کی طرف سے لگائی تھی دوسرے ہی لمحے وہ اس کی گردن سے
لٹک رہی تھی.......اور گردن پر اس کے بازوؤں کا دباؤ برابر بڑھ رہا
تھا محمود نے موقع دیکھا تو دوڑ کر ایک بھرپور مکا اس کے پیٹ میں دیا

ایک مصیبت تو اس پر پہلے ٹوٹی ہوئی تھی یہ دوسری آپڑی وہ بلبلا اٹھا
لیکن ابھی تک فاروق باقی تھا فاروق نے دائیں طرف کی پنڈلی پر
ٹھوکر رسید کی اس کا وہ پاؤں اٹھ گیا اور وہ ایک پاؤں پر ناچنے
لگا.......لیکن فرزانہ سمیت ناچنا آسان نہیں تھا نتیجہ یہ کہ دھڑام سے
گرا خیر ہوئی منہ کے بل گرا اگر کمر کے بل گرتا تو فرزانہ کو بھی چوٹ آتی
اس کا سانس رکنے لگا اس نے کڈنا کی طرف گھبرائے ہوئے انداز
میں دیکھا بمشکل اس کے منہ سے نکلا۔

کڈنا.........میری مدد کرو۔

لیکن مسٹر چیف رے اگر میں نے آپ کی مدد کی تو بریف کیس خطرے
میں پڑ جائے گا اب آپ کیا کہتے ہیں کڈنا نے مسکرا کر کہا۔

جہنم میں جائے بریف کیس میری جان پر بنی ہے اور تم بریف کیس کی
بات کر رہی ہو۔

تب پھر باس کو جواب دہ آپ ہوں گے کڈ نا بولی۔

بب........باس.......چیف رے ہکلایا۔

ہاں انھیں آپ جواب دیں گے۔

نن........نہیں ان کو جواب دینے سے یہ بہتر ہے کہ میں ان سے لڑتا ہوا مارا جاؤں۔

یہ کہہ کر اس نے زور جو لگایا تو فرزانہ کو اپنے اوپر سے اچھال دیا لیکن اسے اٹھنا نصیب نہ ہو سکا محمود کے پیر کی ٹھوکر اس کی پسلیوں میں لگی ....اور وہ پھر دھب سے گرا۔

مسٹر چیف رے اب آپ کی شکست یقینی ہے اس لئے میرا یہاں ٹھہرنا فضول ہے میں چلی کڈ نا نے کہا اور دوڑ نا شروع کر دیا۔

محمود........فاروق تم اس کے پیچھے جاؤ جلدی کرو.......درمیانی فاصلہ بڑھ رہا ہے۔

محموداور فاروق ایک لمحے کے لئے ہچکچائے کیوں کہ فرزانہ کو چیف
رے کے مقابلے میں تنہا چھوڑ جانا ٹھیک نہیں تھا لیکن کیا ہی کیا جا سکتا
تھا انھوں نے بھی اندھا دھند دوڑ لگا دی۔
ادھر فرزانہ چیف رے کو چھوڑ کر الگ ہٹ گئی وہ اندھوں کی طرح اٹھا
اور پھر گر پڑا۔
بس کیجئے۔ مسٹر چیف رے اب آپ میں دم خم نہیں رہ گیا۔
میں .....میں تم سے اب بھی نبٹ سکتا ہوں وہ غرایا۔
اچھا یہ بات ہے تو پھر کوشش کرو میں تمہاری ہر کوشش کا استقبال کروں
گی۔
چیف رے نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی اور اس مرتبہ اٹھنے کے
قابل ہو ہی گیا.......فرزانہ اس سے چند قدم دور کھڑی مسکرا رہی تھی
۔

آیئے مسٹر چیف رے آیئے آپ کے دل میں کوئی حسرت نہ رہ
جائے۔
چیف رے لڑکھڑاتے قدموں سے اس کی طرف بڑھا اس نے دایاں
ہاتھ فرزانہ کے چہرے پر مارنے کے لئے اٹھایا ہاتھ فرزانہ کے
چہرے کی طرف آیا لیکن اسی وقت فرزانہ کے پاؤں کی ٹھوکر چیف
رے کے پاؤں پر لگی اس کا ہاتھ نیچے گر گیا.......اور وہ بیٹھتا چلا گیا۔
نہیں مسٹر چیف رے اب آپ میں لڑنے کی ہمت نہیں رہ گئی اب
آپ آرام کریں۔
ہاں یہ ٹھیک ہے اس نے تھکے تھکے انداز میں کہا اچھا یہ بتائیں اس
بریف کیس میں کیا ہے۔
تمہارے ملک کی فوجی تفصیلات دفاع کے منصوبے کی تفصیلات اس
نے کہا شاید وہ پوری طرح اپنے ہوش و حواس میں نہیں تھا.......ورنہ

اتنی آسانی سے یہ بات نہیں بتا سکتا تھا۔

اوہ فرزانہ دھک سے رہ گئی وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ معاملہ اس حد تک سنگین ہے۔

کیوں.........تم ڈر گئیں۔

ہاں بات ڈر کی ہی ہے تم لوگوں کے ہاتھ کوئی معمولی چیز نہیں لگی لیکن سوال یہ ہے کہ تم ان کاغذات کا کیا کرو گے تمہارا تعلق کس ملک سے ہے؟

کسی ملک سے بھی نہیں اس نے مسکرا کر کہا۔

کیا مطلب.....

مطلب یہ کہ ہم آزاد لوگ ہیں۔

آزاد لوگوں کو اس قسم کی معلومات کی کیا ضرورت اس قسم کی وارداتوں سے اچھی کوئی واردات ہو ہی نہیں سکتی........

میں سمجھی نہیں...............تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

فرض کرو.........ہم کسی بنک میں ڈاکا ڈالیں کسی کارخانے کو لوٹیں تو زیادہ سے زیادہ دو چار دس بیس لاکھ روپے ہاتھ لگ جائیں گے اور پکڑے جانے کا خطرہ کہیں زیادہ ہوگا لیکن اس قسم کے معاملات میں پکڑے جانے کا خطرہ کم اور دولت زیادہ ہاتھ آتی ہے۔

آخر کس طرح! فرزانہ نے الجھن کے عالم میں کہا۔

سیدھی سی بات ہے ہم......

خبردار.......... ہاتھ اوپر اٹھا دو۔

ایک تیز آواز نے انہیں اچھل پڑنے پر مجبور کر دیا۔

باس

کوئی خاص بات انسپکٹر جمشید نے اس کے چہرے پر نظریں جمادیں۔

مم........میں ذرا باتھ روم میں جانا چاہتا ہوں اس نے جلدی سے کہا......

لیکن آپ چونکے کس بات پر تھے؟

مجھے ایک بات یاد آئی تھی اور وہ یہ کہ میں جب دارالحکومت کے دفتر سے روانہ ہوا تھا تو اس وقت بھی میں نے سڑک کے کنارے ایک کار کی پچھلی سیٹ پر سرخ لباس والی ایک لڑکی کی جھلک دیکھی تھی لیکن بھلا مجھے اس وقت یہ احساس کس طرح ہوسکتا تھا کہ وہ میری تاک میں ہے میں وہاں سے سیدھا ریلے اسٹیشن پہنچا......اور گاڑی میں سوار ہوگیا غالباً وہ لڑکی بھی وہیں سے ساتھ چلی تھی وہ راستے میں سے

ہرگز سوار نہیں ہوئی بلکہ ہوصرف اتنا ہے کہ پچھلے اسٹیشن پر وہ اپنے ڈبے سے اتر کر پلیٹ فارم پر کھڑی ہوگئی اور جب گاڑی چل پڑی تو میرے ڈبے کے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر لٹک گئی اور پھر دستک دے ڈالی۔

ہوں بات......ٹھیک ہے ضرور ایسا ہی ہوا ہے۔

مم......میں ذرا باتھ روم میں ہو آؤں۔

ہاں ضرور......کیوں نہیں انسپکٹر جمشید نے پھر گھڑی پر نظر ڈالی۔

کیپٹن فرغام اٹھ کر باتھ روم میں چلا گیا تین منٹ بعد اس کی واپسی ہوئی۔

آخر ہم کب تک یہاں رکے رہیں گے گارڈ نے الجھن کے عالم میں کہا......

میں بھی یہی سوچ رہا ہوں کہ اب ہمیں چل پڑنا چاہیے انسپکٹر

جمشید نے کہا۔

اپ کا..... مطلب ہے بریف کیس کے بغیر۔

ہاں نہ صرف بریف کیس کے بغیر بلکہ مجھے تو اپنے بچوں کے بغیر بھی جانا پڑے گا وہ اب تک نہیں لوٹے اس کا یہ مطلب ہے کہ معاملہ لمبا ہو گیا.......... وہ بھی تک بریف کیس حاصل نہیں کر سکے اور واپس آنا بھی ابھی ان کے لئے ممکن نہیں ہو سکا اس لئے ہم اب گوہالہ میں ان کا انتظار کریں گے۔

اُف ملک میں آفیسرز کے سامنے کس طرح پیش ہو سکوں گا کیپٹن فرغام نے الجھن کے عالم میں کہا۔

اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں انھوں نے کندھے اچکا کر کہا۔

اور آخر گاڑی وہاں سے روانہ نہ ہوئی انسپکٹر جمشید نے گاڑی روانہ ہونے سے پہلے بیگم جمشید کو بھی کیپٹن فرغام کے ڈبے میں ہی بلا لیا۔

ایک بات پر غور کیا آپ نے انھوں نے سرسری طور پر کہا۔

جی فرمائیے۔

بریف کیس اڑانے والوں کو کس طرح معلوم ہوا کہ اس میں کیا چیز ہے۔

ہو سکتا ہے انھیں یہ بات قطعاً معلوم نہ ہو کیپٹن فرغام نے کہا۔......

آپ کو یہ بات تو نہیں کہنی چاہیے انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

کیوں........ کیا بات ہے۔

اس لئے کہ یہ کوئی اتفاقی واردات نہیں ہے یہ خیال کر کے اس لڑکی نے بریف کیس پر ہاتھ صاف نہیں کیا کہ شاید اس میں کچھ قیمتی چیزیں ہوں آپ نے خود ہی بتایا ہے کہ آپ نے اپنے دفتر کے سامنے بھی ایک کار میں بیٹھی سرک لباس والی لڑکی کو دیکھا تھا۔

اوہ ہاں۔ یہ بات بھی ٹھیک ہے وہ چونکا پھر بولا پہلے مجھے ایک پہلی

کاپٹر کے ذریعے گوہالہ آنا تھا لیکن وہ خراب ہو گیا اور مجھے اس ٹرین میں آنا پڑا۔

لہٰذا ان لوگوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ بریف کیس میں کیا ہے اور پہلے انھوں نے ہیلی کاپٹر میں گڑ بڑ کروادی جس کے باعث بریف کیس کو ٹرین کے ذریعے لے جانا پڑا....... اس جگہ کے آس پاس اس لڑکی کے اور ساتھی بھی موجود ہوں گے اور اب میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ مجھے اپنے تینوں بچوں کو اس کے پیچھے نہیں بھیجنا چاہیے تھا بلکہ مجھے خود جانا چاہیے تھا......

ہوں! واقعی ...... اب محسوس ہو رہا ہے کہ جال کس مضبوطی سے پھیلا گیا ہے لیکن کاش پہلے معلوم ہو جاتا۔

ڈبے میں چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی پھر کیپٹن فرغام نے قدرے حیران ہو کر کہا۔

مجھے حیرت ہے آپ اپنے بچوں کے لئے ذرا بھی پریشان نہیں ہیں۔

پریشان ہو کر میں ان کے کسی کام نہیں آ سکوں گا وہ مسکرائے۔

آپ کو گوہالہ جانے کی بجائے وہیں اتر جانا چاہیے تھا بلکہ پولیس کو بھی بلا لینا چاہیے تھا۔

اس کی ضرورت نہیں وہ تینوں گئے ہیں تو کچھ نہ کچھ کر کے رہیں گے گاڑی کو جب وہ پٹڑی پر نہیں پائیں گے تو وہ بھی گوہالہ کا رخ کریں گے۔

لیکن کیسے؟

وہ اپنا کام نکالنا جانتے ہیں آپ فکر نہ کریں۔

آخر وہ گوہالہ کے اسٹیشن پر گاڑی سے اترے آپ کو یہاں کوئی گاڑی لینے کے لئے آئی ہوگی؟

جی ہاں بالکل اس نے کہا اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا..... بس تو پھر میں بھی

آپ کے ساتھ ہی چلوں گا۔

یہ میرے لئے اور بھی اچھی بات ہے ورنہ میرے لیے تو آفیسرز کو مطمئن کرنا بہت مشکل کام ہوگا۔

اسی وقت ایک فوجی تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے نزدیک آ گیا اور سوالیہ لہجے میں بولا۔

کیپٹن سرغام سر۔

ہاں میں ہی ہوں اس نے فوراً کہا۔

لیکن آپ کے ساتھ کوئی بریف کیس نہیں ہے اس نے الجھن کے عالم میں کہا۔

اس کا جواب میں فوجی میٹنگ ہال میں چل کر دوں گا یہ بھی میرے ساتھ چلیں گے کیپٹن بولا۔

بلکہ میری بیوی بھی انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

لیکن مجھے تو ہدایات ہیں کہ صرف آپ کو لے کر ہال تک جانا ہے۔

ہم راستے میں وجہ بتا دیں گے ٹرین میں ایک واردات ہو چکی ہے کیپٹن فرغام نے کہا۔

اوہ۔ فوجی کے منہ سے نکلا۔

آخر وہ فوجی جیپ میں سوار ہوئے جیپ چل پڑی پھر وہ ایک پہاڑی پر بنے ایک فوجی کیمپ میں داخل ہوئے وہاں بے شمار گاڑیاں کھڑی نظر آ رہی تھیں......

بیگم تم ذرا جیپ میں ہی ٹھہرو...... میں انتظام کر کے تمہیں کسی کمرے میں بٹھاتا ہوں۔

اچھا انھوں نے کہا۔

انسپکٹر جمشید اور کیپٹن فرغام فوجی کے ساتھ جیپ سے اتر کر آگے بڑھے فوجی ان کی رہنمائی کر رہا تھا آخر وہ کشادہ ہال کے دروازے پر

پہنچے دروازے پر بڑی بڑی مونچھوں والا نگران موجود تھا کیپٹن فرغام کو دیکھ کر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ کیپٹن فرغام اس کے پاس سے گزرتا ہال میں داخل ہو گیا اس کے پیچھے انسپکٹر جمشید داخل ہوئے

.......جونہی وہ اندر داخل ہوئے تمام فوجی آفیسرز چونک اٹھے۔

یہ کیا کیپٹن فرغام...... آپ خالی ہاتھ ہیں اور یہ آپ کے ساتھ کون ہیں آپ کو تو تنہا آنا تھا۔

لیس سر...... میرے ہاتھ میں بریف کیس ہونا چاہیے تھا لیکن ٹرین میں ایک عدد واردات ہو گئی ہے کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں اس واردات کی تفصیلات بیان کروں۔

ضرور...... کیوں نہیں...... لیکن تم نے ہمیں فکر میں ڈال دیا ہے

....

آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں سر سنیئے۔

اور اس نے ساری تفصیل سنا دی ہال پر موت کا سناٹا طاری ہو گیا وہ سکتے کے عالم میں بیٹھے رہ گئے...... آخر اسی آفیسر کی آواز ابھری جس نے پہلی مرتبہ بات کی تھی۔

کیپٹن فرغام آپ نے ایک بہت ہولناک خبر سنائی ہے ہم وقتی طور پر سمجھ نہیں پا رہے کہ کیا کیا جائے۔

سر...... یہ میرے ساتھ انسپکٹر جمشید ہیں ہمارے ملک کے معروف سراغ رساں اس قسم کے معاملات سے ان کا واسطہ پڑتا رہتا ہے اتفاق سے یہ بھی ٹرین میں سفر کر رہے تھے یہ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

او ہ یہ ہمارے لئے خوش قسمتی کی بات ہے ہم ان کی بات ضرور سنیں گے۔

شکریہ معزز حاضرین...... میں نے اس لڑکی کے پیچھے اسی وقت اپنے تینوں بچے دوڑا دیے تھے اور وہ بھی چلتی ٹرین سے اتر گئے تھے

لیکن چوں کہ ان کی واپسی میں دیر ہوگئی تھی اور گاڑی کو زیادہ دیر روکنا مناسب نہیں تھا آپ لوگ بھی یہاں بریف کیس کے منتظر تھے......

اس لئے میں نے سوچا کہ ہم یہاں کے لئے روانہ ہو جاتے ہیں اور یہاں آکر محمود، فاروق، اور فرزانہ کا انتظار کریں گے لہٰذا میں آپ لوگوں کو اطمینان دلاتا ہوں کہ بریف کیس ہم واپس حاصل کر لیں گے ان شاء اللہ لیکن آپ لوگوں کو کچھ دیر انتظار کی زحمت گوارا کرنا پڑے گی۔

خیر......اس کی تو کوئی بات نہیں۔

اس کے علاوہ مجھے ایک اور بات بھی کہنا ہے اگر آپ سننا پسند کریں۔

ہم ضرور سنیں گے۔

جیسا کہ آپ سن چکے ہیں بریف کیس کو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اڑایا گیا ہے اس لئے میں ایک بات یقین سے کہہ سکتا ہوں

یہاں تک کہہ کر وہ رک گئے۔

کیا بات کئی آوازیں ابھریں۔

یہ کہ آپ لوگوں کے درمیان......مطلب یہ کہ جن لوگوں کو یہاں اس بریف کیس کے پہنچے کا علم تھا ان میں سے کوئی ایک شخص غلط آدمی ہے

جی کیا مطلب۔ غلط آدمی۔

ہاں......جس کے ذریعے ان مجرموں کو معلوم ہوا کہ ایسا بریف کیس گو بالہ بھیجا جا رہا ہے کیوں کہ سوچنے کی بات ہے آخر انھیں کس طرح معلوم ہو گیا......ایسی باتیں تو انتہائی خفیہ ہوتی ہیں۔......

اوہ ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا......

اور اسی وقت فون کی گھنٹی بج اٹھی......

فرزانہ اور چیف رے جلدی سے پیچھے کی طرف مڑے چار نو جوان ہاتھوں میں رائفلیں لیے کھڑے تھے۔

بہت خوب میرے ساتھیوں۔ اچھے وقت پر آئے چیف رے چہکا۔

تو یہ تمہارے ساتھی ہیں فرزانہ نے پریشانی کے عالم میں کہا ہاں لیکن مسٹر چیف رے کڈ نا کہاں ہے بریف کیس کہاں ہے؟

کڈ نا بریف کیس لے کر باس کی طرف ہی گئی ہے کیا تم اس طرف سے نہیں آئے۔

ہاں باس نے جب محسوس کیا کہ دیر ہوگئی ہے تو انھوں نے صورتحال معلوم کرنے کے لئے ہمیں ریلوے لائن کی طرف بھیجا اور یہاں آپ ہمیں نظر آگئے پہلے ہم آپ کو پہچانے نہیں تھے آپ کا ذرا حلیہ

بگڑا ہوا ہے۔

ہاں ان لوگوں نے مار مار کر میرا حلیہ خراب کر دیا چیف رے نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

ان لوگوں نے لیکن یہاں تو صرف ایک لڑکی ہے اس کے دو ساتھی اور ہیں وہ کڈ نا کے تعاقب میں گئے ہیں اور اسی لئے راستے میں کڈ نا سے ملاقات نہیں ہوئی .... دوڑنے کی صورت میں راستہ قدرے تبدیل ہو گیا ہوگا لیکن بھلا وہ اس کو کیا پکڑیں گے۔

اگر نہیں پکڑیں گے تو پیچھے بھی نہیں رہیں گے یہاں تک بھی تو یہ لوگ کڈ نا کا تعاقب ہی کرتے ہوئے آئے ہیں۔

ارے.......... کمال ہے ایک کے منہ سے نکلا۔

اب اسے جکڑ لو........ اور چلو........

فرزانہ نے بے بسی کے انداز میں ادھر اُدھر دیکھا چار رائفلوں کی

موجودگی میں وہ کچھ نہیں کرسکتی تھی۔........

ایک کی جیب سے رسی نکل آئی انھوں نے اس کے ہاتھ کمر پر باندھے رسی کا دوسرا سرا ایک نے اپنے ہاتھ میں رکھا اور اس سمت میں چلنے لگے جس طرح کڈنا محمود اور فاروق گئے تھے ....

وہ قریباً دس منٹ تک چلتے رہے آخر ایک کھنڈر کے سامنے پہنچ گئے ....کھنڈر کے اوپر ایک شخص رائفل لئے کھڑا تھا چیف رے نے اس کی طرف دیکھا اور بلند آواز میں بولا۔

ہیلوشا کی........کڈنا........

اس کے الفاظ درمیان میں رہ گئے اسی وقت کھنڈر سے ایک طویل قامت آدمی برآمد ہوا۔

چیف رے........تم پہنچ گئے..........

ہاں باس........تم پہنچ گئے..........

ہاں باس........اوہ وہ........کڈنا..........

کڈنا........ابھی تک نہیں پہنچی..............

جی کیا مطلب کڈنا نہیں پہنچی چیف رے چلا اٹھا ہاں لیکن تم اس قدر حیران کیوں ہو..........

اس لئے کہ کڈنا کو تو کوئی منٹ پہلے یہاں پہنچ جانا چاہیے تھا۔

اوہ جلدی بتاؤ........کیا بات ہے اور........یہ لڑکی کون ہے؟ فرزانہ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی کڈنا کے یہاں نہ پہنچنے کا مطلب یہ تھا کہ محمود اور فاروق کوئی کام دکھانے میں کامیاب ہو گئے ہیں ......

کڈنا

کڈنا بے تحاشا دوڑ رہی تھی محمود اور فاروق بھی اپنی زندگی کی تیز ترین دوڑ میں مصروف تھے اور ان کی کوشش تھی کہ کسی طرح کڈنا سے آگے نکل جائیں لیکن درمیانی فاصلہ کسی طرح کم نہیں ہو رہا تھا ادھر کڈنا اس کوشش میں تھی کہ جلد از جلد ان سے دور نکل جائے لیکن وہ بھی درمیانی فاصلہ بڑھانے میں کامیاب نہیں ہو رہی تھی تاہم اس کی نسبت محمود اور فاروق زیادہ مشکل میں تھے اگر دور اسی طرح جاری رہتی تو کڈنا اپنے پاس تک پہنچ جاتی ....اور اس دور کا مقصد فوت ہو جاتا ایسے میں محمود نے فاروق سے کہا۔

یار فاروق اس طرح کام نہیں چلے گا۔.......

میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔

اب مجھے کام رکھانا ہی ہوگا.......

اور وہ کیا؟

سنو.....چاقو میرے جوتے کی ایڑی میں موجود ہے اگر میں اسے کڈنا پر کھینچ مارو تو بریف کیس ہمارے قبضے میں آ سکتا ہے اور یہ بریف کیس ہمارے ملک کا ہے ملک سے تعلق رکھتا ہے اس لئے ہم ہر قدم اٹھا سکتے ہیں محمود نے کہا۔

تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن دوڑتے ہوئے جوتے کی ایڑی میں سے چاقو کس طرح نکالا جا سکتا ہے ترکیب میں نے سوچ لی ہے محمود مسکرایا۔

کک.....کیا مطلب تم نے ترکیب سوچ لی ہے بھئی بھول رہے ہو فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

کیا بھول رہا ہوں۔

یہ کہ تم فرزانہ نہیں ہو فرزانہ کو تو ہم چیف رے کے پاس چھوڑ آئے ہیں

ہاں یہ بات مجھے یاد ہے لیکن تم ایک بات بھول رہے ہو...... اور وہ
یہ کہ جب فرزانہ ہمارے ساتھ نہیں ہوتی اس وقت ہم بھی گئی گری
پڑی ترکیب تو سوچنے میں کامیاب ہو ہی جاتے ہیں۔
لیکن یہ وقت گری پڑی ترکیب سے کام چلانے کا نہیں ہے۔
مجبوری ہے محمود نے کہا۔ ساتھ ہی اس نے محسوس کیا درمیانی فاصلہ
قدرے بڑھ گیا تھا......
یہ ہوا ہے باتیں کرنے کا نقصان محمود بڑبڑایا۔
تم نے ہی شروع کی تھیں۔
خیر۔ اب ترکیب سنو تم دوڑ بدستور جاری رکھو...... میں یک دم رک کر
چاقو نکال لوں گا۔
یہ ترکیب بتائی ہے تم نے فاروق نے منہ بنایا۔
کیوں کیا برائی ہے اس میں۔

جب تک تم چاقو نکالو گے...... اس وقت تک کڈنا تم سے بہت دور
نکل جائے گی اور تم اتنی دور سے چاقو نہیں مار سکو گے۔
ہاں میں جانتا ہوں محمود مسکرایا۔
تو پھر؟ فاروق نے الجھن کے عالم میں کہا۔
پھر یہ کہ تم تو اس سے اتنے ہی فاصلے پر ہو گے جتنے پر اس وقت ہو۔
اس سے کیا ہوتا ہے چاقو میرے ہاتھ میں نہیں تمہارے ہاتھ میں
ہو گا......
بالکل ٹھیک اور میں چاقو تمہاری طرف اچھال دوں گا تم اسے کیچ کر
کے کھولتے ہی کڈنا پر پھینک مارنا۔
اوہ فاروق دھک سے رہ گیا۔
کیوں کیا ہوا محمود گھبرا کر بولا۔
تم نے تو فرزانہ سے بھی اچھی ترکیب سوچ لی گگ...... کہیں کہیں وہ

کہتے کہتے رک گیا۔

کہیں کیا.......... محمود جلدی سے بولا۔

کہیں فرزانہ کی روح تمہارے اندر حلول تو نہیں کرگئی فاروق بولا۔

ارے نہیں ایسی کوئی بات نہیں اب تیار ہو جاؤ ترکیب پر عمل کرنے کے لئے۔

یہ کہتے ہی محمود یک دم رک گیا.........اور پھر اس نے چاقو فاروق کی طرف اچھالا فاروق نے اسے دبوچا.......دوڑتے ہوئے اس نے اس کا بٹن دبایا اس کا پھل فوراً باہر نکل آیا دوسرے ہی لمحے اس نے چاقو کھینچ مارا کڈنا ان کی ترکیب سے بے خبر دوڑتی چلی جارہی تھی ......اس کے منہ سے ایک چیخ نکلی اور وہ دھڑام سے گری.......اس کے ہاتھ سے بریف کیس نکل گیا.......

فاروق اس کی طرف جھپٹا اور بریف کیس اس کے ہاتھ میں تھا.....

بہت خوب فاروق میں تو ڈر رہا تھا۔

کس لیے؟ فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

کہ کہیں تمہارا وار چوک نہ جائے۔

اب میں اتنا کچا بھی نہیں۔

دونوں کڈنا کی طرف متوجہ ہوئے اس کی آنکھوں میں خوف اور دہشت کے آثار تھے اور بدن میں تھرتھری دوڑ رہی تھی۔

ہیلو کڈنا...........تمہارا کیا حال ہے؟

یہ......یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ اب.......اب.........باس تمہیں..

اس کی گردن نے ایک جھٹکا کھایا اور وہ ساکت ہوگئی محمود کا چاقو عام چاقو نہیں تھا اس کی کاٹ بہت زبردست تھی۔

اوہ......یہ تو مر گئی ہم نے یہ نہیں چاہا تھا فاروق نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

ہمارے چاہنے سے کیا ہوتا ہے ارے وہ ادھر دیکھو.......کچھ لوگ آ رہے ہیں کہیں وہ کڈنا کے ساتھی نہ ہوں.......محمود چونکا۔

اوہ ہاں.....اس کا امکان ہے اسے جلدی سے ایک طرف کر دینا چاہیے۔

دونوں نے مل کر کڈنا کی لاش کو اٹھایا اور ایک بڑے درخت کے نیچے لٹا دیا پھر خون پر مٹی ڈال دی اور دونوں اس درخت سے بھی کافی دور ایک اور درخت کے تنے کی اوٹ میں بیٹھ گئے محمود اپنا چاقو کڈنا کی کمر سے نکال چکا تھا.........

چند منٹ بعد چار آدمی رائفلیں لیے تیزی سے اس راستے سے گزر گئے جس پر تھوڑی دیر پہلے وہ جا رہے تھے ان کے دور نکل جانے کے بعد محمود نے کہا۔

شاید یہ کڈنا اور چیف رے کی تلاش میں نکلے ہیں.......اب یہ لوگ

میجر اقرار خان یہاں موجود ہوں گے مہربانی فرما کر ان سے بات کروا دیں میں ان کے گھر سے بول رہا ہوں دوسری طرف سے کہا گیا۔

اوہ اچھا.......اس آفیسر نے چونک کر کہا پھر سب پر ایک نظر ڈالی اور ایک آفیسر پر نظریں جماتے ہوئے اس نے کہا۔

میجر اقرار خان آپ کے گھر سے فون ہے۔

اوہ.......تھینک یو سر.......میجر اقرار نے کہا اور اٹھ کر فون کا رسیور لے لیا۔

ہیلو.....میجر اقرار بول رہا ہوں ہاں کیا بات ہے.....اوہ نہیں میجر اقرار نے چونک کر کہا پھر اس نے پریشانی کے عالم میں رسیور رکھ دیا۔

خیر تو ہے میجر اقرار؟ اسی آفیسر نے پوچھا۔

یس.....سر.....کوئی بات نہیں اس نے کہا اور پھر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

کوئی بات تو ضرور ہے۔

ہو گیا.......

اب محمود کے قدم بھی تیز تیز اٹھنے لگے چاقو اس کے ہاتھ میں تھا.....

فون کی گھنٹی نے ان سب کو چونکا دیا حالاں کہ فون کی گھنٹی بجنا کوئی عجیب بات تو نہیں تھی لیکن یہ گھنٹی اس وقت بجی تھی جب وہ لوگ بریف کیس گنوا چکے تھے ....ایک آفیسر جو فون کے قریب موجود تھا ریسور اٹھاتے ہوئے بولا۔

ہیلو........کون صاحب بات کرر ہے ہیں؟

پہلے آپ بتائیں ....کیا یہ گوبالہ فوجی میٹنگ ہال کا نمبر ہے۔

ہاں بالکل ہے آپ کون ہیں اور کس سے بات کرنا چاہتے ہیں۔

میجر اقرار خان یہاں موجود ہوں گے مہربانی فرما کر ان سے بات کروا دیں میں ان کے گھر سے بول رہا ہوں دوسری طرف سے کہا گیا۔

اوہ اچھا.........اس آفیسر نے چونک کر کہا پھر سب پر ایک نظر ڈالی اور ایک آفیسر پر نظریں جماتے ہوئے اس نے کہا۔

میجر اقرار خان آپ کے گھر سے فون ہے۔

اوہ.......تھینک یو سر.......میجر اقرار نے کہا اور اٹھ کر فون کا ریسور لے لیا۔

ہیلو......میجر اقرار بول رہا ہوں ہاں کیا بات ہے.....اوہ نہیں میجر اقرار نے چونک کر کہا پھر اس نے پریشانی کے عالم میں ریسور رکھ دیا۔

خیر تو ہے میجر اقرار؟اس آفیسر نے پوچھا۔

لیس....سر....کوئی بات نہیں اس نے کہا اور پھر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

کوئی بات تو ضرور ہے۔

کوئی بات اگر ہے بھی تو اس میٹنگ سے ضروری نہیں ہے سر.....

پھر بھی..... آپ بتائیں نا اسی آفیسر نے کہا۔

سر میری بیوی سیڑھیوں پر سے گر گئی ہے اس کے سر پر چوٹ آئی ہے۔

اوہ..... تب تو آپ کو فوراً گھر پہنچنا چاہیے۔

لیکن سر یہاں میری موجودگی.....

کوئی بات نہیں ہم کام چلا لیں گے اور پھر وہ کاغذات تو یہاں پہنچے ہی نہیں جن پر ہمیں بحث کرنا ہے۔

آپ آپ کا مطلب ہے میں جا سکتا ہوں۔

ہاں بالکل کیوں نہیں.........

بہت بہت شکریہ سر میجر اقرار نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا چلا گیا...

مجھے حیرت ہے ایسے میں انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری۔

کس بات پر اسی آفیسر نے کہا۔

آپ سب لوگ فون کی گھنٹی کی آواز سن کر چونک کیوں گئے تھے فون کی گھنٹی بجنا تو آج کل کا معمول ہے۔

ہمیں فوری طور پر ایک خیال آیا تھا..... اور وہ یہ کہ بریف کیس جس کسی نے اڑایا ہے یہ فون ضرور اس کا ہے اور اب وہ ہم سے بریف کیس کے بدلے بھاری رقم وصول کرنا چاہے گا۔

اوہ اچھا۔ واقعی یہ بات ہو سکتی تھی لیکن خیر....... ایسا نہیں ہوا وہ تو میجر اقرار کا ذاتی فون تھا....

ہاں انسپکٹر صاحب آپ کیا کہہ رہے تھے ہمارے درمیان کوئی غلط آدمی ہے۔

جی ہاں! ورنہ باہر کے کسی آدمی کو کس طرح معلوم ہو گیا کہ انتہائی ضروری کاغذات ایک بریف کیس میں یہاں پہنچائے جا رہے ہیں اور پھر جس ہیلی کاپٹر کے ذریعے بریف کیس یہاں لایا جانے والا تھا

کوئی بات اگر ہے بھی تو اس میٹنگ سے ضروری نہیں ہے سر......

پھر بھی.....آپ بتائیں نا اسی آفیسر نے کہا۔

سر میری بیوی سیڑھیوں پر سے گر گئی ہے اس کے سر پر چوٹ آئی ہے۔

اوہ.....تب تو آپ کو فوراً گھر پہنچنا چاہیے۔

لیکن سر یہاں میری موجودگی.....

کوئی بات نہیں ہم کام چلا لیں گے اور پھر وہ کاغذات تو یہاں پہنچے ہی نہیں جن پر ہمیں بحث کرنا ہے۔

آپ آپ کا مطلب ہے میں جا سکتا ہوں۔

ہاں بالکل کیوں نہیں.........

بہت بہت شکریہ یہ سر میجر اقرار نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا چلا گیا۔..

مجھے حیرت ہے ایسے میں انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری۔

کس بات پر اسی آفیسر نے کہا۔

نگران ان کی بات سن کر پہلے تو مسکرایا پھر اس نے کہا۔

میں آپ کو پہچانتا ہوں۔

یہ کیا بات ہوئی.........پہچاننے سے کیا ہوتا ہے آپ کو......یہ اختیار کس نے دیا کہ آپ مجھے کوئی سی کار لے جانے کی اجازت دے دیں

آپ کے لہجے سے ہی میں نے جان لیا کہ آپ کو اندر موجود آفیسرز میں سے کوئی انکار نہیں کرے گا۔

ہوں.....شاید آپ ٹھیک کہتے ہیں اچھا خیر......میں یہ سفید کار لے جا رہا ہوں۔

یہ بریگیڈیر صاحب کی ہے اس نے فوراً کہا۔

کوئی بات نہیں۔ویسے آپ کا نام کیا ہے۔

صوبے دار میجر گل خان۔

انھوں نے سر ہلایا اور سفید کار میں بیٹھ کر جلد ہی ان کی کار سڑک پر

کیا آپ بتائیں گے نہیں کہ کہاں جا رہے ہیں۔

نہیں........واپسی پر بتاؤں گا۔

انھوں نے کہا اور ہال سے باہر نکل آئے بیگم جمشید کو ایک کمرے میں بٹھا دیا........اب انھوں نے باہر کھڑی گاڑیوں پر نظر ڈالی اور پھر دروازے پر موجود نگران سے بولے۔

میں ان میں سے کوئی کار تھوڑی دیر کے لئے لے جانا چاہتا ہوں کیوں کہ سب لوگوں کو تو ابھی اندر ہی رہنا ہے۔

ٹھیک ہے سر۔ جو کار لے جانا چاہیں لے جائیں نگران نے کہا.....

انسپکٹر جمشید چونک کر اس کی طرف مڑے چند سیکنڈ تک اس کی طرف دیکھتے رہے پھر انھوں نے کہا۔

آپ مجھے یہ فراخ دلانہ اجازت کس طرح دے سکتے ہیں جب کہ آپ یہاں صرف نگرانی کا فرض انجام دے رہے ہیں.....

نگران ان کی بات سن کر پہلے تو مسکرایا پھر اس نے کہا۔

میں آپ کو پہچانتا ہوں۔

یہ کیا بات ہوئی........پہچاننے سے کیا ہوتا ہے آپ کو......یہ اختیار کس نے دیا کہ آپ مجھے کوئی سی کار لے جانے کی اجازت دے دیں

آپ کے لہجے سے ہی میں نے جان لیا کہ آپ کو اندر موجود آفیسرز میں سے کوئی انکار نہیں کرے گا۔

ہوں......شاید آپ ٹھیک کہتے ہیں اچھا خیر......میں یہ سفید کار لے جا رہا ہوں۔

یہ بریگیڈیر صاحب کی ہے اس نے فوراً کہا۔

کوئی بات نہیں۔ ویسے آپ کا نام کیا ہے۔

صوبے دار میجر گل خان۔

انھوں نے سر ہلایا اور سفید کار میں بیٹھ کر جلد ہی ان کی کار سڑک پر

اڑی جا رہی تھی......اور پھر وہ فوجی آفیسرز کے رہائشی حصے میں پہنچ گئے جلد ہی وہ ایک دروازے کی گھنٹی بجا رہے تھے چند سیکنڈ بعد دروازہ کھلا اور ایک سپاہی کی صورت نظر آئی۔

میجر اقرار صاحب اندر ہیں۔؟

جی نہیں ۔اس نے کہا۔

کیا وہ ابھی ابھی یہاں آئے تھے انھوں نے پوچھا۔

جی نہیں وہ بولا۔

ان کی بیگم اندر ہیں۔

ہاں جناب اندر موجود ہیں۔

میرا نام انسپکٹر جمشید ہے ان سے کہیں میں ان سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جی بہتر۔ سر میں انھیں اطلاع دیتا ہوں یہ کہہ کر سپاہی اندر چلا گیا۔

جلد ہی انھوں نے قدموں کی آواز سنی اور پھر ایک عورت کی آواز سنائی دی۔

جی فرمائیے.........میں دروازے کے اس طرف موجود ہوں آپ سیڑھیوں سے گر گئی تھیں اب آپ کا کیا حال ہے۔

مم......میں سیڑھیوں سے گر گئی تھی آپ سے کس نے کہہ دیا اندر سے حیرت زدہ آواز سنائی دی۔

ابھی ابھی آپ کے شوہر کو ایک فون ملا تھا فون سن کر انھوں نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ میری بیگم سیڑھیوں سے گر گئی ہیں ان کے بریگیڈیر نے انھیں گھر جانے کی اجازت دے دی اور وہ وہاں سے آ گئے لیکن ابھی آپ کا ملازم کہہ رہا تھا کہ وہ یہاں نہیں آئے انسپکٹر جمشید نے جلدی جلدی کہا۔

جج.........جی ہاں......بات تو یہی ہے وہ یہاں نہیں آئے اور میں

سیڑھیوں سے ہرگز نہیں گری غالباً کسی نے انھیں غلط فون کیا ہوگا۔

لیکن کیوں..... کسی کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی انھوں نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

بھلا میں کیا کر سکتی ہوں۔

ہاں آپ بھی ٹھیک کہتی ہیں اچھا بہت بہت شکریہ انسپکٹر جمشید نے کہا۔

اور وہاں سے واپس مڑے پھر ہال میں پہنچے تمام آفیسر اسی طرح بیٹھے نظر آئے البتہ ہال میں مکھیوں کی بھنبھناہٹ گونج رہی تھی گویا وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے انھیں دیکھ کر سب خاموش ہو گئے.......

میں آپ لوگوں کو ایک عجیب اطلاع دینا چاہتا ہوں ان کی آواز کمرے میں گونجی۔

ہم آپ کا ہی انتظار کر رہے تھے۔

شکریہ دروازے پر جو نگران موجود ہے اس کا نام گل خان ہے۔

ہاں..... کیا..... ہوا۔

بہت ذہین آدمی ہے مہربانی فرما کر اسے بھی اندر بلا لیں۔

اچھی بات ہے......... کیپٹن اصغر..... گل خان کو آواز دیں بریگیڈیر ایاز نے کہا۔

گل خان....... اندر آجاؤ..... ایک نوجوان آفیسر بولا۔ غالباً وہ کیپٹن اصغر تھا۔

فوراً دروازہ کھلا اور گل خان اندر داخل ہوا لیکن اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں.........

مم..... میں نے......... میں نے کچھ نہیں کیا سر....... اس نے گھبرا کر کہا۔

کک..... کیا مطلب......... تم سے کس نے کہہ دیا کہ تم نے کچھ کیا ہے۔

مم......میں سمجھا......شاید......وہ ہکلا کر رہ گیا۔

خاموش رہو......انسپکٹر صاحب.....آپ تو کہہ رہے تھے کہ یہ بہت ذہین آدمی ہے کیپٹن اصغر نے منہ بنا کر کہا۔

میں تو اب بھی یہی کہوں گا......خیر......اس کی ذہانت کا ثبوت تو میں بعد میں دوں گا.....پہلے تو آپ یہ خبر سن لیں کہ میں نے غلط آدمی تلاش کر لیا ہے انسپکٹر جمشید نے جلدی جلدی کہا۔

تلاش کر لیا ہے......کیا مطلب......آپ تو کہہ رہے تھے کہ یہاں غلط آدمی ہم میں موجود ہے۔

جی ہاں یہ بات بھی غلط نہیں تھی وہ مسکرائے۔

آپ کیا کہنا چاہتے ہیں انسپکٹر صاحب؟ بریگیڈیر ایاز نے حیران ہو کر کہا۔

عین اسی وقت قدموں کی آواز ابھری.....

نقلی

میں نہیں جانتا باس......یہ لڑکی کون ہے میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ اس لڑکی کے ساتھ دو لڑکے بھی تھے انھوں نے کڈنا کا تعاقب کیا تھا......ان کی دوڑ جاری تھی راستے میں میں ان کے سامنے آ گیا اور میں نے ان کا راستہ روک کر کڈنا کو یہ موقع دیا کہ وہ آپ تک بریف کیس پہنچا دے چیف رے نے جلدی جلدی کہا۔

بہت خوب تم نے بہت اچھا کیا......لیکن کڈنا تو اب تک یہاں پہنچی

ہی نہیں۔

میں عرض کرر ہاہوں......کڈ نانے میری بات نہیں مانی اور ضد پر اڑ گئی کہ میرا اوران کا مقابلہ دیکھے بغیر نہیں جائے گی میں نے اسے بہت سمجھایا لیکن اس نے میری ایک نہ سنی آخر میں ان تینوں سے بھڑ گیا لیکن باس......یہ کوئی عام بچے نہیں ہیں........لڑائی بھڑائی اور دوڑنے کے بہت ماہر ہیں.......انھوں نے کڈ نا کا نہایت کامیابی سے تعاقب کیا تھا آپ اسی سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔

اوہ پھر کیا ہوا؟ اس نے چونک کر پوچھا۔

میں ان کے ہاتھوں زخمی ہو گیا اس لڑکی کے دونوں ساتھی لڑکوں نے اسے میرے سر پر مسلط کیا اور خود کڈ نا کے پیچھے دوڑ پڑے جلد ہی آپ کے بھیجے ہوئے یہ چار ساتھی وہاں پہنچ گئے جہاں میں زخمی پڑا تھا اور یہ ہمیں یہاں لے آئے۔

لیکن کڈ نا اور ان دونوں لڑکوں کو تو ان چاروں کو راستے میں ملنا چاہیے تھا کڈ نا کے لئے تو یہاں پہنچنے کا وہی راستہ تھا جو ان چاروں کے جانے کا........

اسی بات پر تو مجھے حیرت ہے سر چیف رے نے کہا۔

تب پھر.........ان دونوں لڑکوں نے کوئی کام دکھا دیا.....اب تم لوگوں کو یہاں سے اس جگہ تک کا جائزہ لینا ہوگا جہاں تم زخمی ہو گئے تھے اور دائیں بائیں کا جائزہ لیتے ہوئے جانا ہوگا وہ راستے میں ہی کہیں ملیں گے۔

آپ ٹھیک کہتے ہیں باس میں ان چاروں کو لے کر ابھی روانہ ہوتا ہوں آپ اس کا خیال رکھیں یہ پوری چھلاوہ ہے۔

تم فکر نہ کرو لیکن ذرا ٹھہرو.......میں ایک ضروری کام سے فارغ ہو لوں.......پھر تم جانا یہ کہہ کر باس کھنڈر کے اندرونی کمرے میں چلا

گیا اور وہ انتظار کرتے رہے آخر باس واپس آتا نظر آیا۔

اب تم لوگ جا سکتے ہو بھئی۔

اسی وقت دھم کی آواز سنائی دی وہ بری طرح چونکے اور پھر جلدی سے باہر نکل آئے انھوں نے دیکھا کھنڈر کے دروازے پر شاکی اوندھے منہ پڑا تھا اور وہ مکمل طور پر بے ہوش تھا.......

ارے.....اسے کیا ہوا۔

شاید اوپر کھڑے کھڑے اونگھ آ گئی اور یہ جھونک میں نیچے گر گیا چیف رے بولا۔

اس الو کے پٹھے کو بھی نیند ہی آتی رہتی ہے باس نے بھنا کر کہا۔

تو کیا ہم جائیں باس۔

ہاں.....ٹھیک ہے.....تم جاؤ......ارے.....ہم اسے اندر چھوڑ آئے ہیں.....اس لڑکی کو۔

شاکی کی رائفل کی طرف توجہ نہیں دی ہم نے اس کے آس پاس رائفل تو پڑی ہوئی دیکھی ہی نہیں باس نے جلدی جلدی کہا۔

اس کی رائفل کھنڈر کے اوپر چھت پر گر گئی ہوگی۔

تب وہ لڑکی بھی اوپر ہے اور رائفل بھی اس کے پاس ہے اس نے رسی کی گرفت سے اپنے ہاتھ آزاد کرا لیے ہوں گے باس چلایا۔

اوہ.....باس..........آپ فکر نہ کریں اب ہم اسے بھون ڈالیں گے

انھوں نے رائفلیں تان لیں اور اندھا دھند انداز میں کھنڈر کے اوپر کی طرف فائر کرنے لگے۔

یہ کیا کہہ رہے ہو، اندھے ہو باس چلایا۔

تب پھر کیا کریں ایک نے منہ بنا کر کہا۔

احتیاط سے اوپر چڑھ جاؤ اور اسے پکڑ لو۔

لیکن باس.........اس کے پاس رائفل ہے دوسرا بولا۔

نہیں تو باس......آپ نے یہ اندازہ کس طرح لگایا؟ چیف رے کے لہجے میں حیرت تھی۔

پہلے اس لڑکی کو تلاش کرو۔

اوہ ہاں.......وہ ضرور کھنڈر میں ہی کہیں دبکی ہوئی ہوگی آؤ بھئی

....

وہ ادھر اُدھر پھیل کر فرزانہ کو تلاش کرنے لگے اچانک ان میں سے ایک چیخا........ساتھ ہی رائفل چلنے کا دھماکہ ہوا تھا.....

وہ فوراً زمین پر گرے اور ادھر اُدھر لڑھک گئے......ان کا ایک ساتھی بری طرح تڑپ رہا تھا.......

گگ.....گولی کس نے چلائی؟ باس نے کانپتی آواز میں کہا۔

شاید اس لڑکی نے۔

لیکن لڑکی کے پاس رائفل کہاں سے آگئی اوہ.....ہم نے ہم نے

شاکی کی رائفل کی طرف توجہ نہیں دی ہم نے اس کے آس پاس رائفل تو پڑی ہوئی دیکھی ہی نہیں باس نے جلدی جلدی کہا۔

اس کی رائفل کھنڈر کے اوپر چھت پر گر گئی ہوگی۔

تب وہ لڑکی بھی اوپر ہے اور رائفل بھی اس کے پاس ہے اس نے رسی کی گرفت سے اپنے ہاتھ آزاد کرالیے ہوں گے باس چلایا۔

اوہ.....باس...........آپ فکر نہ کریں اب ہم اسے بھون ڈالیں گے

انھوں نے رائفلیں تان لیں اور اندھا دھند انداز میں کھنڈر کے اوپر کی طرف فائر کرنے لگے۔

یہ کیا کہہ رہے ہو، اندھے ہو باس چلایا۔

تب پھر کیا کریں ایک نے منہ بنا کر کہا۔

احتیاط سے اوپر چڑھ جاؤ اور اسے پکڑ لو۔

لیکن باس......اس کے پاس رائفل ہے دوسرا بولا۔

چیف رے تم سن رہے ہو یہ نالائق اور بزدل کیا کہہ رہے ہیں باس اس کی طرف مڑا......

آپ فکر نہ کریں باس......میں اوپر جا رہا ہوں چیف رے نے کہا۔ اور اٹھ کر آگے بڑھا لیکن اسی وقت اس کے سینے پر گولی لگی وہ اچھل کر پیچھے آگرا........

لو باس......یہ تو واقعی اوپر پہنچ گیا اس کے ایک ساتھی نے کانپ کر کہا۔

اس کا مطلب ہے وہ لڑکی کم ماہر نہیں ہے خیر......تم لوگ باقاعدہ پوزیشن لے لو اس کی رائفل میں تین چار گولیاں اور رہوں گی وہ کب تک فائر کر سکے گی اب اندھا دھند فائر ہرگز نہ کرنا سمجھے باس نے سر سراتی آواز میں کہا..........

سمجھ گئے باس۔......لل.........لیکن مسٹر چیف رے ایک نے کانپ

کر کہا۔

چیف رے اب یہاں کہاں رہا...... مارا گیا بے چارہ...... باس بولا۔

لیکن باس...... آپ کو تو اس کی موت پر ذرا بھی افسوس نہیں ہوا ایک نے کہا۔

کیا کروں گا افسوس کر کے ایک دن تو مرنا ہی ہے وہ بولا۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کا ایک اور آدمی اچھلا اور زمین پر آ رہا گولی اس کی کمر میں لگی تھی۔

یہ...... یہ کیا... کمر پر گولی.... لیکن اس کا منہ تو اوپر کی طرف تھا باس ہکلایا۔

تب پھر وہ لڑکی اوپر سے نیچے اتر آئی ہے۔

اب ان کے رخ یک دم اس طرف ہو گئے جس طرف سے گولی چلائی

گئی تھی لیکن اس طرف کوئی بھی نظر نہ آیا عین اسی لمحے ایک فائر اور ہوا اس مرتبہ گولی باس کے کندھے میں لگی وہ ایک چیخ مار کر گرا...... اس کے ساتھی تھرا اٹھے۔

بب...... باس...... کیا ہوا......

گگ...... گولی...... میرے کندھے میں لگی......

اُف اب کیا ہو گا دوسرا بولا۔

اب اس کے ساتھی بس یہ دو ہی رہ گئے تھے......

ہمت نہ ہارو۔

کیسے نہ ہاریں ہمت باس دیکھ نہیں رہے ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ ہاتھ اوپر اٹھا دو...... رائفلیں دور پھینک دو کھنڈر کے اوپر سے محمود کی آواز ابھری۔

ہائیں...... اس کی تو آواز ہی بدل گئی باس نے حیران ہو کر کہا۔

نہیں باس یہ وہ لڑکی نہیں اس کا بھائی ہے اب بات سمجھ میں آئی شاکی خود نہیں گرا تھا اسے اوپر سے دھکا دیا گیا تھا۔

اوہ باس کے منہ سے نکلا اس پر بے ہوشی طاری ہوتی جا رہی تھی۔

ہاں اب تم نے ٹھیک اندازہ لگایا ہے میری بہن نیچے ہی ایک جگہ موجود ہے اور وہ وہاں سے تم تینوں کو آسانی سے نشانہ بنا سکتی ہے ادھر میں نے تم لوگوں کو زد پر لے لیا ہے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ رائفلیں گرا دو اور ہاتھ اوپر اٹھا دو۔

بہت بہتر۔

انھوں نے ایک ساتھ کہا اور رائفلیں پھینک کر ہاتھ اوپر اٹھا دیے۔

اب کھنڈر سے دور ہٹتے چلے جاؤ۔ خبردار۔ پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا۔

وہ دور ہٹتے چلے گئے محمود نیچے اتر آیا فرزانہ بھی اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی انھوں نے دوسری رائفلیں اٹھا لیں اور ان کی طرف بڑھے۔

میرا خیال ہے فرزانہ انھیں بھی ختم ہی کر دیا جائے ہم کب تک ان کی نگرانی کرتے رہیں گے کہیں یہ موقع پا کر ہمیں نہ ختم کر دیں

محمود نے بلند آواز میں کہا۔.........

ہوں ٹھیک ہے۔

نن......نہیں......ایسا نہ کرنا.........ہم بال بچوں والے ہیں......

باس نے جلدی سے کہا اب وہ بری طرح کانپ اور لڑکھڑا رہا تھا۔

اور تم لوگ جو دوسروں کو مارتے پھرتے ہو ملک کے خلاف سازشیں کرتے ہو.......

سازشی ہم نہیں کوئی اور ہے.........ہم تو اس کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں باس نے کہا۔

وہ کون ہے؟

ہم نہیں جانتے ہم تو بس اس کے احکامات پر عمل کرتے ہیں اور تنخواہ

لیتے ہیں منصوبے وہ خود بناتا ہے پتا نہیں اسے اس قسم کی اطلاعات
کس طرح مل جاتی ہیں باس نے جلدی جلدی کہا۔

لیکن یہ لوگ تو تمہیں باس کہہ رہے ہیں فرزانہ کے لہجے میں حیرت تھی

میں نقلی باس ہوں.......اصلی باس وہ ہے۔

اگر یہ سچ ہے تو پھر تم لوگوں کو زندہ رکھنے کا کیا فائدہ........چلو بھئی
فرزانہ ماردو ان کو گولی محمود نے جلدی سے کہا۔

ٹھہرو.......ایسا نہ کرنا.........ہمیں واقعی نہیں معلوم........اصلی باس
کون ہے۔.....

تب وہ تمہیں احکامات کس طرح دیتا ہے فرزانہ نے پوچھا........

وائرلیس سیٹ کے ذریعے۔

اور تنخواہ.......

رجسٹر پیکٹوں میں ملتی ہے۔

ہوں.......ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے تم ٹھیک کہہ رہے ہو خیر........فی
الحال تم اپنے ہاتھ اور پیر بندھوا لو........اگر آرام سے نہیں بندھواؤ
گے تو پھر گولی کھاؤ گے۔

ہم........ہم بندھوا لیں گے۔

محمود نے انھیں رسیوں سے جکڑ دیا اس دوران فرزانہ رائفل لیے دور
کھڑی اس دوران فرزانہ رائفل لیے دور کھڑی رہی تاکہ اگر وہ غلط
حرکت کریں تو انھیں ٹھکانے لگایا جا سکے........

اب کیا کریں........؟

ہمیں اب جلد از جلد گوبالہ پہنچ جانا چاہیے۔

تو انھیں بھی ساتھ لے چلتے ہیں۔ یہاں کس طرح چھوڑا جا سکتا ہے
انھیں۔

ہوں ٹھیک ہے ہم بالکل اسی طرح چلیں گے جس طرح یہاں تک

آئے تھے یعنی دوڑتے ہوئے۔

لیکن یہ بندھے ہوئے ہیں کس طرح دوڑ سکیں گے اچھا خیر......ان کو ہم یہیں چھوڑ جاتے ہیں گو بالہ پہنچ کر پولیس کو ادھر بھیج دیں گے او ساتھیوں.........ہم جا رہے ہیں پولیس تم لوگوں کو لینے کے لئے آ جائے گی......فکر کی ضرورت نہیں۔

وہ کچھ نہ بولے۔ بولتے بھی کیا دونوں نے ریلوے لائن کی طرف دوڑ لگا دی ریلوے لائن سے کافی فاصلے پر سڑک تھی وہ سڑک پر آئے اور ایک ویگن کے ذریعے گو بالہ پہنچے انہیں فوجی میٹنگ ہال پہنچنے میں دقت نہ ہوئی وہ اس ہال کے دروازے پر پہنچ گئے جہاں سب لوگ جمع تھے انھوں نے دیکھا ہال کا دروازہ کھلا تھا.........

لفٹ

فاروق بے تحاشا دوڑ رہا تھا پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک بات آئی اور اس نے راستہ قدرے بدل دیا جب وہ ریلوے لائن کے پاس پہنچا تو وہاں گاڑی نام کی کوئی چیز نہیں تھی اس نے سوچا......اب کیا کرے.........اس کے پاس ایک بہت قیمتی چیز تھی......اور اس کی حفاظت بہت ضروری تھی.........جس اسٹیشن کو وہ پیچھے چھوڑ آئے تھے وہ اگرچہ یہاں سے زیادہ دور نہیں تھا لیکن کم فاصلے پر بھی نہیں تھا آخر اس نے سوچا......آس پاس کہیں سے سڑک بھی تو گزرتی ہوگی......یہ سوچ کر اس نے چاروں طرف کا جائزہ لیا۔

دور بہت دور ایک کسان کی جھلک نظر آئی بس پھر کیا تھا وہ اس کی

طرف دوڑ پڑا آخر اس کے پاس جا کر دم لیا وہ کوئی کسان تھا اور ایک کھیت میں ہل چلا رہا تھا۔

یہاں سڑک کس طرف ہے؟

خیر تو ہے...... کیا ہوا؟

میں ٹرین سے اتر گیا تھا وہ چل پڑی میں رہ گیا ٹھیک ہے سڑک اس طرف ہے اس نے کہا۔

بہت بہت شکریہ اس نے کہا اور سڑک کی طرف دوڑ پڑا۔

اور پھر سڑک پر اسے ایک کار آتی نظر آئی اس کا دل دھڑکا کہ کہیں یہ کوئی غلط کار نہ ہو...... اس نے کار کو ہاتھ کا اشارہ نہ دیا کار آگے بڑھ گئی اور پھر نظروں سے اوجھل ہوگئی اب فاروق کو افسوس ہوا...... کار غلط نہیں تھی لیکن اب کیا ہوسکتا تھا......

اسی وقت ایک ٹرک آتا نظر آیا فاروق نے اللہ کا نام لے کر ٹرک کو

ہاتھ کا شارہ دے دیا ٹرک رک گیا اس کے ڈرائیور نے کھڑکی میں سے سر باہر نکال کر کہا۔

کیا بات ہے بچے؟

مجھے گوہالہ تک جانا ہے گاڑی سے نیچے اتر گیا تھا فاروق بولا......

بغیر ٹکٹ سفر کر رہے ہو گے اس نے گھورا۔

ارے نہیں ایسی بات نہیں اچھا خیر بیٹھ جاؤ......

تم بھی کیا یاد کرو گے۔

شکریہ فاروق نے خوش ہو کر کہا اور ٹرک میں سوار ہو گیا ڈرائیور نے ٹرک آگے بڑھا دیا اور بولا۔

اس بریف کیس میں کیا ہے۔

کاغذات...... ضرور کاغذات۔

جھوٹ...... بالکل جھوٹ ڈرائیور ہنسا۔

کیا مطلب......فاروق چونکا۔

اس میں ضرور کاغذات نہیں بلکہ کرنسی نوٹ ہیں اور تم نے کہیں ہاتھ مارا ہے اس نے فاروق کو تیز نظروں سے دیکھا.....

اوہ.........تو آپ نے یہ خیال قائم کیا ہے لیکن ایسی کوئی بات نہیں ....

تو پھر ہو جائے امتحان ڈرائیور نے ٹرک کو سڑک سے نیچے اتارتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب.......فاروق بولا۔

بریف کیس کھول کر دکھاؤ.........اگر اس میں ضروری کاغذات ہوئے تب تو میں تمہیں گوہالہ پہنچا دوں گا اور اگر نوٹ ہوئے تو پھر یہ بریف کیس میرا تم اسی جگہ ٹرک سے اتر جانا۔

افسوس.........میں اس بریف کیس کو نہیں کھول سکتا فاروق بڑبڑایا۔

کیوں.......کیا بات ہے۔

بریف کیس پر نمبروں والا تالا لگا ہوا ہے میں نہیں جانتا کہ یہ کس طرح کھلے گا.........کس نمبر کو ملانے سے کھلے گا۔

گویا یہ بریف کیس تمہارا نہیں کسی کا ہے ڈرائیور نے مسکرا کر کہا۔

ہاں یہ ٹھیک ہے یہ کسی کی امانت ہے جو مجھے گوہالہ پہنچانی ہے۔

نہیں دوست۔ جھوٹ تمہارے چہرے پر صاف نظر آ رہا ہے بریف کیس میرے حوالے کر دو اور خود ٹرک سے اتر جاؤ میں تمہارے ساتھ نرم سلوک کر رہا ہوں.........ورنہ میں تمہیں موت کے گھاٹ بھی اتار سکتا ہوں۔

تم ایسا نہیں کر سکو گے اور نہ تم یہ بریف کیس مجھ سے لے سکو گے بلکہ تم مجھے اس بریف کیس سمیت گوہالہ پہنچاؤ گے اور پھر خود کو قانون کے حوالے ابھی کرو گے کیوں کہ تم مجھے لوٹنے کا پروگرام بنا چکے ہو اور اس

پروگرام پر عمل بھی شروع کر چکے ہو۔
شاید تمہارا دماغ خراب ہے۔
نہیں........البتہ جلد ہی تمہارا دماغ خراب ہونے والا ہے بہتر یہی
ہے کہ ٹرک آگے بڑھاؤ اور بریف کیس کا خیال دے سے نکال دو۔
یہ کیسے ہو سکتا ہے........نوٹوں سے بھرا ہوا بریف کیس ذہن سے نکال
دوں میں اتنا پاگل نہیں ہوں اب اگر تم نیچے نہیں اترو گے تو میرے
بائیں ہاتھ کا مکا تمہاری ٹھوڑی پر لگے گا اور تم لڑھکنیاں کھاتے ہوئے
دور جا گرو گے۔
تم اس طرح نہیں مانو گے فاروق نے کہا اور بریف کیس نیچے پھینک
دیا۔
یہ کیا کیا........
جاؤ اٹھا لو جا کر فاروق مسکرایا۔

ضرور کیوں نہیں اٹھانا ہی ہوگا اس نے کہا اور ٹرک سے نیچے اتر گیا
ابھی وہ بریف کیس کی طرف بڑھنے کے بعد اسے اٹھانے کے لئے
جھکا ہی تھا کہ اس کی کمر پر ایک زوردار لات لگی اور وہ منہ کے بل گرا۔
اس نے بوکھلا کر پیچھے دیکھا فاروق کھڑا مسکرا رہا تھا۔
بریف کیس حاصل کرنا اتنا آسان نہیں دوست........ہم نے بڑی
مشکل سے تو اسے حاصل کیا ہے اب تم چھین لے جاؤ........یہ کیسے ہو
سکتا ہے۔
تو میں نے ٹھیک کہا تھا اس میں نوٹ ہیں.....اس نے پر جوش انداز
میں کہا اور جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا........
ہرگز نہیں........اس میں نوٹ نہیں...کاغذات ہیں۔
ایسی کی تیسی۔وہ بھنا کر بولا اور ایک بار پھر بریف کیس اٹھانے کے
بعد جھکا........اس مرتبہ فاروق نے دوڑ کر سر کی ٹکر اس کے پہلو پر

دے ماری وہ ایک بار پھر گرا لیکن اٹھ کھڑا ہوا۔

اوہو...... پہلے مجھے تم سے نپٹنا ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ نیچے کی طرف جھکا سیدھا ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک لمبے پھل والا کمانی دار چاقو تھا....

خوب اب تم نے میرے مقابلے پر چاقو نکال لیا حیرت ہے...... تم کوئی عام لڑکے نہیں ہو چور لڑکے ہو اور اس لائن میں لڑائی بھڑائی کا تجربہ ہو ہی جاتا ہے اس لئے تم نے مجھے ایک ٹھوکر اور ایک ٹکر دے ماری ہے مجھے کیا ضرورت ہے اپنے ہاتھ پیر تھکانے کی۔

یہ کہہ کر وہ چاقو لہراتا ہوا اس کی طرف بڑھا فاروق نے اپنی جگہ سے حرکت کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی یہ دیکھ کر اسے قدرے حیرت ہوئی پھر وہ ہنس کر بولا۔

چاقو دیکھنے کے بعد تم تو ہلنے جلنے کے قابل بھی نہیں رہے۔

میں نے ابھی ضرورت محسوس نہیں کی پہلے یہ دیکھ لوں کہ تم چاقو کے کس

حد تک ماہر ہو۔

اچھا یہ بات ہے لو پھر میں آیا۔

یہ کہتے ہوئے اس نے نہایت بھونڈے انداز سے چاقو اس کے سینے میں مارنا چاہا........ فاروق ترچھا ہو گیا...... ساتھ ہی اس کے دائیں ہاتھ کی ہڈی اس کی کلائی پر لگی چاقو اس کے ہاتھ سے نکل گیا فاروق دیر کرنے کے موڈ میں نہیں تھا........... ورنہ وہ اس موقعے پر خوب لطف لیتا وہ جلدی سے آگے بڑھا اور سر کی ٹکر اس کے سینے پر رسید کر دی وہ کمر کے بل الٹ گیا اب فاروق نے اس کی پسلیوں میں ایک ٹھوکر دے ماری.......... ٹرک ڈرائیور بلبلا اٹھا۔

میں اس وقت تک تمہاری مرمت کرتا رہوں گا جب تک کہ تم گوبالہ کی طرف جانے کے لئے تیار نہ ہو جاؤ فاروق نے کہا اور ایک ٹھوکر اور دے ماری۔

مم.........میں میں چلتا ہوں اپنے پیر روک لو۔اس نے ہانپ کر کہا۔
فاروق نے اس کا چاقو اٹھالیا.........دوسرے ہاتھ میں بریف کیس
لے لیا.........اور بولا۔
چلو پھر اٹھو۔
ڈرائیور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا فاروق نے اس کے ساتھ والی سیٹ
سنبھالی اور ٹرک چل پڑا۔
اب تم سیدھے راستے پر آچکے ہو اس لئے میں ایک ہی بات کہنا پسند
کرتا ہوں اب تو مجھے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں رہی نا۔
ہاں ٹھیک ہے اس نے کہا۔
تو پھر سن لو اس بریف کیس میں واقعی نوٹ نہیں ہیں صرف ضروری
کاغذات ہیں۔
لیکن تم یہ بات یقین سے کس طرح کر سکتے ہو.......جب کہ یہ تمہارا

نہیں ہے۔
یہ ایک لمبی کہانی ہے۔
مجھے کیا.........میں تو اب تمہیں گوہالہ پہنچا کر اپنا راستہ لوں گا.......
گویا قانون کے مہمان نہیں رہنا چاہتے۔
کیا مطلب۔
یہ تمہاری پہلی حرکت نہیں تم اس قسم کی وارداتوں کے عادی
ہو...........کوئی شریف آدمی تمہارے ٹرک پر لفٹ لے لیتا ہے اور تم
اس کو یہ چاقو دکھا کر لوٹ لیتے ہو۔
نن.........نہیں.........
بھئی جھوٹ نہ بولو.......اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر اس چاقو کی
موجودگی کی کیا ضرورت ہے۔
اس کے منہ سے کوئی جواب نہ نکل سکا..........فاروق مسکرایا دیا ٹرک

اب گوبالہ کی طرف بڑھ رہا تھا ڈرائیور کے بارے میں فاروق سوچ
رہا تھا کہ ٹرک سے اترتے وقت اسے بے ہوش کردوں گا تاکہ پہلے
بریف کیس فوجی میٹنگ ہال میں پہنچا دیا جائے بعد میں اسے گرفتار
کراتے رہیں گے..........

انھوں نے نظریں اٹھائیں تو محمود اور فرزانہ اندر داخل ہو رہے تھے۔
اوہ.......تم آگئے........فاروق کہاں ہے بلکہ نہیں مجھے پہلے فاروق
کے بارے میں نہیں بریف کیسے کے بارے میں پوچھنا چاہیے
تھا.........ہاں تو بریف کیس کہاں ہے۔

ہمیں بھی گوبالہ ہی آنا تھا.......محمود اور فرزانہ نے جو تفصیل سنائی اس
سے ظاہر ہے کہ بریف کیس کی اہمیت انھیں معلوم ہو چکی ہے اور یہ
بات بھی انھیں اچھی طرح معلوم ہو چکی ہے کہ یہاں اس فوجی میٹنگ
ہال میں ایک ضروری میٹنگ ہو رہی ہے لہٰذا وہ تیر کی طرح یہاں
آئے گا..........بشرطیکہ اسے راستے میں روک نہ لیا گیا
.........انھوں نے جلدی جلدی کہا۔
خیر..........آپ تفصیل سنایئے بریگیڈیر صاحب بولے۔
آپ لوگوں کو یاد ہو گا کہ میجر اقرار خان کا فون آیا تھا فون ان کی
رہائش گاہ سے آیا تھا پھر انھوں نے خود فون سنا تھا اور ریسیور رکھ کر بتایا
تھا کہ ان کی بیوی سیڑھیوں پر سے گر گئی ہے لہٰذا انھیں اجازت دے
دی گئی تھی پھر میں آپ لوگوں سے اجازت لے کر ایک کار کے
ذریعے میجر اقرار خان کی رہائش پر پہنچا دروازے کی گھنٹی بجائی

آپ کیا کہنا چاہتے ہیں ارے ہاں۔ آپ تو کہہ رہے تھے آپ نے غلط آدمی کو پہچان لیا ہے بریگیڈیر صاحب نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

یس سر........ میں نے غلط نہیں کہا تھا میں نے غلط آدمی کو تلاش کر لیا ہے اور وہ اپنی ذرا سی غلطی کی بنیاد پر پکڑا گیا میں آپ کو تفصیل سنا دیتا ہوں اجازت ہے۔

ہاں ضرور اس میں اجازت کی کیا بات۔

لیکن ہم پہلے بریف کیس کا فکر کیوں نہ کریں یہ تفصیل تو پھر بھی سن لیں گے ایک اور آفیسر نے کہا۔

بریف کیس اس وقت میرے بیٹے فاروق کے قبضے میں ہے اور وہ ہر ممکن کوشش کر رہا ہوگا کہ سیدھا یہاں پہنچ جائے۔

اوہ...... اچھا۔ ....

ہمیں بھی گویا لہ ہی آنا تھا...... محمود اور فرزانہ نے جو تفصیل سنائی اس سے ظاہر ہے کہ بریف کیس کی اہمیت انھیں معلوم ہو چکی ہے اور یہ بات بھی انھیں اچھی طرح معلوم ہو چکی ہے کہ یہاں اس فوجی میٹنگ ہال میں ایک ضروری میٹنگ ہو رہی ہے لہٰذا وہ تیر کی طرح یہاں آئے گا.......... بشرطیکہ اسے راستے میں روک نہ لیا گیا

.... انھوں نے جلدی جلدی کہا۔

خیر.......... آپ تفصیل سنائیے بریگیڈیر صاحب بولے۔

آپ لوگوں کو یاد ہوگا کہ میجر اقرار خان کا فون آیا تھا فون ان کی رہائش گاہ سے آیا تھا پھر انھوں نے خود فون سنا تھا اور ریسیور رکھ کر بتایا تھا کہ ان کی بیوی سیڑھیوں پر سے گر گئی ہے لہٰذا انھیں اجازت دے دی گئی تھی پھر میں آپ لوگوں سے اجازت لے کر ایک کار کے ذریعے میجر اقرار خان کی رہائش پر پہنچا دروازے کی گھنٹی بجائی

......ایک سپاہی نے باہر آکر مجھ سے بات کی.........میں نے اس سے کہا کہ میجر صاحب سے ملنا ہے.........اس نے بتایا کہ میجر صاحب گھر پر نہیں ہیں میں نے اس سے پوچھا کہ تھوڑی دیر پہلے آئے بھی نہیں تھے اس نے بتایا کہ بالکل نہیں آئے تھے۔

کیا مطلب کئی فوجی اچھل پڑے۔

ہاں بالکل یہی بات ہے میجر اقرار خان اپنے گھر نہیں پہنچے........

لیکن انھیں تو اطلاع ملی تھی کہ ان کی بیوی بریگیڈیر صاحب کہتے کہتے رک گئے۔

بالکل.........انھیں یہی اطلاع ملی تھی پھر میں نے سپاہی سے کہا کہ میجر صاحب کی بیگم کو ہی دروازے پر لے آئے وہ آگئیں۔

آگئیں.........کک......کیسے۔

ایسے کہ وہ سیڑھیوں سے نہیں گری تھیں انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

نن.........نہیں کیا مطلب

کئی آوازیں ایک ساتھ ابھریں آنکھوں میں حیرت اور خوف تیرتے نظر آئے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے..........

کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ان کی بیوی زخمی نہیں ہوئی تھیں۔.........

جی ہاں یہی بات ہے۔

پھر ان کے گھر سے فون کیوں کیا گیا تھا۔

ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ وہ فون ان کے گھر سے کیا گیا تھا یا نہیں ....بہر حال گھر کی رپورٹ یہی ہے کہ وہاں کوئی حادثہ نہیں ہوا ہر طرح خیریت ہے اور میجر اقرار یہاں سے گھر گئے ہی نہیں.......

اُف مالک......تو کیا یہ سارا چکر اقرار نے چلایا ہے مم....میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میجر اقرار جرائم پیشہ آدمی بھی ہو سکتے ہیں بریگیڈیر صاحب نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

اوہ......تب تو وہ.........تب تو وہ......کیپٹن فرغام ہکلا کر رہ گیا۔

کیا کہنا چاہتے ہیں کیپٹن۔

یہ کہ تب تو وہ ضروران کے بیٹے سے بریف کیس حاصل کرنے گئے ہوں گے یہاں سے جانے کا مقصد اس کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے کہ بریف کیس لانے والے کو راستے میں ہی روک دیا جائے۔

اوہ.....

کئی آوازیں ابھریں۔

وقت آ گیا ہے

چند لمحے موت کا سناٹا طاری رہا.......آخر بریگیڈیر صاحب کی آواز

ابھری۔

ان حالات میں ہمیں اطمینان سے یہاں بیٹھ کر باتیں نہیں کرنی چاہئیں فوری طور پر ادھر اُدھر پھیل جانا چاہیے میجر اقرار کہیں دبکا ہوا ہوگا........جوں ہی فاروق بریف کیس لیے اس کے پاس سے گزرے گا وہ اس پر ٹوٹ پڑے گا یہ علاقہ ہے بھی پہاڑی یہاں تو پوری فوج ادھر اُدھر چھپ سکتی ہے۔........

مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن آفیسرز کو جانے کی ضرورت نہیں ....سپاہیوں کو بھیج دیں.......انھیں ہدایات دے دیں۔

ٹھیک ہے کیپٹن فرغام.......آپ سپاہیوں کو لے کر چلے جائیں۔....

نہیں سر.......میرا خیال ہے کیپٹن فرغام کو نہ بھیجیں۔ یہ پہلے ایک حادثے کا شکار ہو چکے ہیں۔

اچھی بات ہے کیپٹن راشد آپ چلے جائیے۔

او کے سر۔ایک نوجوان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اس کے ہال سے نکل جانے کے بعد بھی کچھ دیر تک خاموشی رہی.....

اب جب تک فاروق کی واپسی نہیں ہو جاتی ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے

محمود بڑبڑایا۔

ایک بات ہم بھول گئے........ہم جو وہاں زخمی اور مرنے والوں کو چھوڑ آئے ہیں.........ان کا بھی تو کوئی بندوبست ہونا چاہیے فرزانہ نے کہا۔

ہاں.....ٹھیک ہے بریگیڈیر صاحب نے کہا اور وائرلیس پر کسی کو ہدایات دینے لگے۔

ایک گھنٹے کے جان لیوا انتظار کے بعد کیپٹن راشد ہال میں داخل ہوا اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار صاف دکھائی دے رہے تھے۔

خیر تو ہے کیپٹن۔........

مسٹر فاروق اور بریف کیس کا دور دور تک پتا نہیں۔

اوہ ان کے منہ سے نکلا۔

اور میجر اقرار بھی کہیں نہیں ملے۔

یہ تو عجیب بات ہے اب کیا کیا جائے ہم کیا کر سکتے ہیں۔

کہیں نہ کہیں تو فاروق موجود ہے انسپکٹر جمشید بڑبڑائے انسپکٹر صاحب ایک ترکیب میری سمجھ میں آئی ہے......تھوڑی دیر پہلے آپ نے کہا تھا کہ آپ نے غلط آدمی کو تلاش کر لیا ہے تو پھر آپ اس کو گرفتار کیوں نہیں کروا دیتے ہم اس سے معلوم کریں گے کہ فاروق کہاں ہے بریف کیس کہاں ہے۔

اگر وہ غلط آدمی یہاں موجود ہے تو وہ کس طرح بتا سکے گا۔انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

اوہ ہاں۔یہ بھی ٹھیک ہے خیر آپ کم از کم یہ تو بتا دیں کہ غلط آدمی کون

ہے۔

اگر میں کہوں کہ وہ غلط آدمی میجر اقرار خان ہے تو آپ کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اوہ.........واقعی وہ کندھے اچکا کر رہ گئے۔........

لیکن آپ نے اگر ساتھ کیوں لگایا جب کہ مجرم وہی ہیں بریگیڈیر صاحب بولے۔

نہیں.........میرا خیال ہے کہ وہ مجرم نہیں ہیں انسپکٹر جمشید مسکرائے .....

یہ......یہ کیا بات ہوئی آپ نے خود ہی تو بتایا ہے کہ ان کی بیوی زخمی نہیں ہیں اور نہ وہ گھر گئے پھر بھلا ان کے علاوہ مجرم کون ہو سکتا ہے ایک آفیسر نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

دراصل مجرم نے جب ہمیں یہاں دیکھا تو اسے محسوس ہوا کہ کہیں ہم

معاملے کی تہہ تک نہ پہنچ جائیں چنانچہ اس نے سوچا کہ اس سے پہلے کوئی دوسرا شخص کیوں نہ مکمل طور پر شک کی زد میں آجائے اس کے تیز ذہن نے فوراً ہی ترکیب سوچ لی.......فون پر میجر اقرار کو بلایا اور اس کے ملازم کی آواز بنا کر یہ پیغام دے دیا کہ ان کی بیوی سیڑھیوں سے گر گئی ہے چنانچہ وہ یہاں سے نکل کر گھر کی طرف روانہ ہوئے لیکن انھیں راستے میں ہی روک لیا گیا اور شاید زخمی کر کے کہیں قید کر دیا گیا اب وہ جہاں قید ہیں وہاں شاید بے ہوش پڑے ہیں ورنہ وہ شور تو ضرور مچاتے۔

ہاں بات یہ نئی ہے لیکن ہے بالکل درست تب پھر۔ اصل مجرم کون ہے؟

ایک بات میں شروع سے سوچ رہا ہوں.......بلکہ اس بات نے مجھے اسی وقت الجھن میں مبتلا کر دیا تھا.......اگر اجازت ہو تو پوچھ لوں

انسپکٹر جمشید سوالیہ لہجے میں بولے۔
ضرور کیوں نہیں بریگیڈیر صاحب بولے۔
تو پھر میرا سوال کیپٹن فرغام صاحب سے ہے انھوں نے مسکرا کر کہا۔
جی کیا مطلب؟ کیپٹن فرغام چونکا۔
ٹرین کے ڈبے میں ہماری ملاقات ہوئی تھی انسپکٹر جمشید بولے.....
ہاں بالکل ہوئی تھی............تو پھر کیپٹن فرغام کا منہ بن گیا۔
آپ اس وقت باتھ روم میں بھی گئے تھے؟
تو پھر کیا باتھ روم میں جانا گناہ ہے۔
اس صورت میں گناہ ضرور ہے جب باتھ روم میں جا کر وائرلیس پر کسی کو ہدایات دی جائیں.......
نن.....نہیں.........یہ غلط ہے کیپٹن فرغام چلایا۔
کیسے غلط ہے کیا ثبوت ہے آپ کے پاس..........انسپکٹر جمشید نے

فوراً کہا۔
میں اس وقت سے آپ کے ساتھ ہوں اگر میرے پاس کوئی اس قسم کا آلہ تھا تو اب بھی ہونا چاہیے آپ میری تلاشی لے لیں اور آلہ برآمد کر لیں میں خود کو مجرم مان لوں گا۔.........
ہوں بات تو ٹھیک ہے۔بھئی محمود ان کی تلاشی لو انسپکٹر جمشید بولے۔
جی بہتر ابا جان۔محمود نے کہا محمود نے کہا اور تلاشی لینے کے لئے آگے بڑھا۔
پوری طرح تلاشی لینے کے بعد اس کے پاس سے کوئی چیز برآمد نہ ہوئی
نہیں ابا جان..........کوئی چیز نہیں ہے ان کے پاس۔
میرا بھی یہی خیال تھا انسپکٹر جمشید مسکرا دیے۔
اگر آپ کا کیال یہی تھا تو پھر تلاشی کیوں لی کیپٹن سرغام نے منہ بنایا۔
یہ جاننے کے لئے کہ میرا خیال درست ہے یا نہیں انھوں نے کہا...

آخر آپ کا خیال کیا ہے بریگیڈیر صاحب نے قدرے ناخوشگوار لہجے
میں کہا۔
اوہ.........آپ شاید میری باتوں سے تنگ آگئے ہیں.........معاف
کیجئے گا.........میرا انداز دراصل کچھ ایسا ہی ہے انھوں نے کہا...
نہیں.....میں تنگ نہیں آیا لیکن بے چین ضرور ہو گیا ہوں اور جلد از
جلد یہ جان لینا چاہتا ہوں کہ چکر کیا ہے۔
جب کہ آپ کی باتیں میری الجھن میں اور اضافہ کر رہی ہیں۔
اور جب اضافہ عروج پر ہوگا.........تو یہ اصل بات بتا دیں گے
فرزانہ نے مسکرا کر کہا۔
اچھی بات ہے یوں ہی سہی.........ہم انتظار کریں گے۔
بریگیڈیر صاحب بڑبڑائے۔
میرا اب بھی یہی خیال ہے کہ باتھ روم میں جانا کسی فطری ضرورت

کے لئے نہیں تھا بلکہ کیپٹن صاحب اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینے
کے لئے گئے تھے اور انھوں نے ہدایات دی تھیں دراصل بریف کیس
چونکہ انھی کے ہاتھ سے بھجوایا جا رہا تھا اور انھیں ہی بریف کیس اڑانا
بھی تھا.........اس لئے انھیں بہت لمبا چکر چلانا پڑا اس لڑکی کے
ذریعے یہ کام لیا گیا لیکن جب انھوں نے دیکھا کہ اب اس معاملے
میں ہم بھی شریک ہو گئے ہیں تو انھیں گھبراہٹ ہوئی اور انھوں نے
اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینا ضروری خیال کیا.......ہدایات دینے
کے بعد یہ مطمئن ہو گئے اور میرے ساتھ گوہالہ آگئے۔
تب پھر میرے پاس وہ آلہ کیوں نہیں ہے۔؟
جب آپ ٹرین کے ڈبے میں بے ہوش پڑے تھے اس وقت میں نے
جلدی جلدی آپ کی تلاشی لی تھی اس وقت آپ کے پاس کوئی ایسا
آلہ نہیں تھا کیوں کہ اس وقت وہ آلہ باتھ روم میں تھا.......

تو پھر ہدایات دے کر کیا وہ آلہ میں نے اس باتھ روم میں ہی پھینک دیا تھا کیپٹن فرغام نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

ہاں !ایک صورت یہ بھی تھی لیکن یہ صورت خطرناک بھی ہو سکتی تھی وہ اس طرح کہ آپ کے بعد میں بھی باتھ روم میں جانے کی ضرورت محسوس کر سکتا تھا لہٰذا آپ نے ہدایات دے کر وہ باتھ روم میں نہیں رہنے دیا اور اس کے بعد یہاں آنے تک آپ برابر میری نظروں میں رہے ہیں..........

پھر وہ آلہ میرے پاس ہونا چاہیے تھا اور دوسرے یہ کہ میں تو یہاں موجود رہا ہوں پھر میجر اقرار خان کو کس نے غائب کیا کیپٹن فرغام نے جلدی سے کہا۔

اب آپ نے درست سوال کیا ہے بہت دیر سے میں اس سوال کے انتظار میں تھا انسپکٹر جمشید بولے۔

انتظار میں تھے.........کیا مطلب؟

کچھ دیر پہلے میں نے ایک بات کہی تھی.........اور یہ بھی کہا تھا کہ اس بات کا ثبوت میں پھر دوں گا۔

ہاں یاد ہے آپ نے یہ کہا تھا کہ گل خان بہت ذہین آدمی ہے اور یہ کہ آپ اس کی ذہانت کا ثبوت پھر دیں گے بریگیڈیر صاحب بولے۔

جی ہاں۔ اب وقت آ گیا ہے ذہانت کا ثبوت دینے کا..........

اب ذہن اور الجھ گیا ہے ایک آفیسر بولے۔

میں عرض کرتا ہوں.........تھوڑی دیر پہلے میں باہر جانے کے لئے ہال سے نکلا تو گل خان ہال کے دروازے پر چوکس کھڑا تھا میں نے اس سے کہا کہ میں ایک کار لے کر جانا چاہتا ہوں اس نے فوراً کہہ دیا کہ جو کار چاہیں لے جائیں مجھے حیرت ہوئی کہ یہ حضرت مجھے اس قدر فراخ دلی سے کیوں اجازت دے رہے ہیں جب کہ میں سٹاف کا

آدمی نہیں اور اس سے میرا تعارف بھی نہیں نہ اس کے آفیسرز نے اسے میرے بارے میں کوئی ہدایات دی ہیں میں نے حیران ہوکر اس سے پوچھا کہ اس نے مجھے یہ اجازت کس طرح دے دی کہ میں جو کار چاہوں لے جاسکتا ہوں اس کا جواب اس نے یہ دیا کہ یہ مجھے پہچانتا ہے گویا انسپکٹر جمشید کی حیثیت سے جانتا ہے........خیر........اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا تھا یہ مجھے کار لے جانے کی اجازت اس صورت میں بھی نہیں دے سکتا تھا اور یہ اعتراض میں نے اس سے بھی کیا اس پر اس نے کہا کہ میرے لہجے سے اس نے یہ اندازہ لگایا تھا کہ مجھے کوئی آفیسر بھی کار دینے سے انکار نہیں کرے گا اور یہ اندازہ اس نے صرف میرے لہجے سے لگالیا مجھے بہت حیرت ہوئی کہ کسی کے لہجے سے اتنا بڑا اندازہ کس طرح لگایا جاسکتا ہے لیکن پھر فوراً ہی میں سمجھ گیا انسپکٹر جمشید سانس لینے کے لئے رکے۔

جی کیا سمجھ گئے......محمود جلدی سے بولا۔

یہ کہ اس نے یہ اندازہ میرے لہجے سے نہیں لگایا......بلکہ یہ حضرت دروازے سے کان لگائے اندر ہونے والی گفت گو کا ایک ایک لفظ سنتے رہے ہیں اور میرے بارے میں سب کچھ جان چکے ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مسٹر گل خان۔کیپٹن فرغام کے ساتھی ہیں اور وہ آلہ ضرور ان کی جیب سے نکلے گا۔.......

اوہ! ان سب کے منہ سے نکلا۔........

ادھر گل خان دھک سے رہ گیا اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب ایک آفیسر بولا۔

اگر یقین نہیں آتا تو گل خان کی تلاشی لے لی جائے ایا جان یہ آپ کا صرف خیال ہے یا آپ کیپٹن فرغام کو ایسا کرتے دیکھ چکے ہیں۔

کیپٹن فرغام اندر آتے ہوئے گل خان کے بالکل قریب سے

گزرے تھے جب کہ اس قدر قریب سے گزرنے کی کوئی ضرورت
نہیں تھی راستہ بہت کشادہ ہے ادھران کا ہاتھ روم میں جانا پہلے ہی
مجھے کھٹک رہا تھا اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آلہ اس کے
پاس سے ضرور برآمد ہوگا۔......

تو پھر آپ ہی اس کی تلاشی لیں بریگیڈر صاحب نے کہا۔

بہت بہتر۔انھوں نے کہا اور اٹھ کر گل خان کے قریب پہنچ گئے انھوں
نے اس کی تلاشی لی لیکن آلہ نہ نکلا......... آخر انھوں نے کہا۔

افسوس !میرا اندازہ غلط نکلا......اسکے پاس کوئی آلہ نہیں ہے۔

یہ سب کچھ ہی غلط ہے اصل مجرم کی طرف آپ نے توجہ نہیں دی اور جو
مجرم نہیں ہیں.........ان کی تلاشی لے رہے ہیں کیپٹن فرغام نے
برا سا منہ بنایا۔......

میرے اندازے غلط نہیں ہوا کرتے آپ ضرور میری نظروں کے

سامنے رہے ہیں لیکن گل خان تو کمرے سے باہر رہا ہے اس کے لئے
آلہ ادھر اُدھر کرنا کیا مشکل تھا میں تم دونوں پر الزام عاید کرتا ہوں کہ تم
غیر ملکی جاسوس ہو.........

لیکن اس بات کا ثبوت ؟ کیپٹن فرغام نے طنزیہ لہجے میں کہا۔........

ہاں.........ثبوت کی بات رہ جاتی ہے اور ثبوت کی بات واقعی ٹیڑھی
ہے انھوں نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

ہے ہی ٹیڑھی..........لہٰذا ہم پر شک کا کوئی فائدہ نہیں......کیپٹن
فرغام نے کہا۔

بس ایک اجازت اور دے دیں.........اس کے بعد ہم یہاں سے
رخصت ہو جائیں گے آپ جانیں آپ کا کام.........

جی کیا فرمایا ہم رخصت ہو جائیں گے اور فاروق فرزانہ نے حیران ہو
کر کہا۔

گزرے تھے جب کہ اس قدر قریب سے گزرنے کی کوئی ضرورت
نہیں تھی راستہ بہت کشادہ ہے ادھران کا باتھ روم میں جانا پہلے ہی
مجھے کھٹک رہا تھا اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آلہ اس کے
پاس سے ضرور برآمد ہوگا۔......

تو پھر آپ ہی اس کی تلاشی لیں بریگیڈ رصاحب نے کہا۔

بہت بہتر۔انھوں نے کہا اور اٹھ کر گل خان کے قریب پہنچ گئے انھوں
نے اس کی تلاشی لی لیکن آلہ نہ نکلا.........آخر انھوں نے کہا۔

افسوس !میرا اندازہ غلط نکلا........اسکے پاس کوئی آلہ نہیں ہے۔

یہ سب کچھ ہی غلط ہے اصل مجرم کی طرف آپ نے توجہ نہیں دی اور جو
مجرم نہیں ہیں.........ان کی تلاشی لے رہے ہیں کیپٹن فرغام نے
براسامنہ بنایا۔......

میرے اندازے غلط نہیں ہوا کرتے آپ ضرور میری نظروں کے

نہ لگائیں کہ ہم نے کوئی اور چال چلی ہے انھوں نے کہا۔

ٹھیک ہے۔میں خود آپ کے ساتھ چلوں گا۔

اوران کی نگرانی.........یہ فرار ہونے کی کوشش کرسکتے ہیں۔

فکر نہ کریں یہ فرار نہیں ہوسکیں گے یہ کہہ کر وہ باقی آفیسرز کی طرف
مڑے۔

ان دونوں کونظروں میں رکھیں اگر یہ فرار ہونے کی کوشش کریں تو گولی
ماردی جائے۔

انھوں نے ساتھ والے کمروں کی تلاشی شروع کی ایک الگ کمرے
میں میجر اقرار خان اور فاروق بندھے ہوئے مل گئے بریف کیس بھی
وہیں تھا.........اور یہ کمرہ اسٹور تھا یہاں پرانی اور بے کار چیزیں
ڈھیر کی گئی تھیں ان چیزوں کے ڈھیر کے دوسری طرف وہ رسیوں سے
بندھے پڑے تھے......

دروازہ کھولنے پر انھیں نظر نہیں آئے تھے ان کی رسیاں کھول دی گئیں
منہ میں ٹھونسے گئے رومال بھی نکال دیے گئے ....

اُف! اللہ تیرا شکر ہے میں تو سمجھا تھا میری زبان اب بولنا بھول ہی
جائے گی فاروق نے منہ سے رومال نکلتے ہی کہا.........

زبان اور تمہاری بولنا بھول جائے ہو ہی نہیں سکتا فرزانہ نے منہ بنایا..

آپ لوگوں نے یہاں آنے میں اتنی دیر کیوں لگائی؟ فاروق کے لہجے
میں شکایت تھی۔..........

بھئی میں ہر کام سلیقے سے کرنے کا عادی ہوں مجرم کو پوری طرح جال
میں لے آنے کے بعد ہی راز ظاہر کرتا ہوں۔ انھوں نے کہا اور کباڑ
خانے میں ادھر اُدھر نظر دوڑانے لگے۔

اب ہم مل تو گئے ہیں اور کیا تلاش کر رہے ہیں فاروق نے حیران ہو کر
کہا۔

ایک وائرلیس قسم کا جدید ترین آلہ۔

وہ میری جیب میں ہے فاروق بولا۔

کیا مطلب۔

دروازے پر موجود بڑی بڑی مونچھوں والے نگران نے میری جیب
میں ڈال دیا تھا یہ رہا.........فاروق نے کہا اور جیب سے آلہ نکال کر
ان کے سامنے کر دیا لیکن پھر چونک اٹھا۔

ارے یہ تو آئینہ نکل آیا جیب سے۔

بس نکل چکا آلہ تو تمہاری جیب سے فرزانہ نے منہ بنایا گھبرانے کی
ضرورت نہیں نکل ہی آئے گا.........

اس نے تلاش جاری رکھی اور آخر کار آلہ نکال کر انھیں دے دیا........

لیکن وہ تمہیں یہاں بند کرنے میں کامیاب کس طرح ہو گیا محمود بولا۔

گوبالہ پہنچ کر فوجی میٹنگ ہال کا پتا کیا اور یہاں پہنچ کر بے فکری سے

بریف کیس اٹھائے چلا آرہا تھا نگران کے نزدیک پہنچ کر جب یہ پوچھا کہ سب لوگ ابھی ہال میں ہی موجود ہیں تو اس نے کہا کہ نہیں میٹنگ تو ختم ہو چکی ہے پھر میں نے ابا جان کے بارے میں پوچھا تو وہ مجھے اس کمرے میں لے آیا اور سر پر کوئی چیز دے ماری یہ میرے سر پر ایک اور سر نہیں دیکھ رہے تم۔ اس نے برا سا منہ بنا کر کہا۔
اور وہ مسکرانے لگے تھوڑی دیر بعد وہ ہال میں داخل ہو رہے تھے اور تمام آفیسر بریف کیس میجر اقرار خان اور فاروق کو دیکھ کر حیرت سے منہ کھولے کے کھولے رہ گئے۔

ختم شد